

رجب ۱۲۵۵

بیادگار علی حضرت زبدۃ العارفین جامع الشریعت والحقائق شیخ المشائخ مولانا محمد واکرم  
بگوی نور اللہ مدظلہ جباری کیا گیا

بسرپرستی و نگہبانی حضرت زبدۃ العارفین امام السالکین مخدوم العالم مولانا الحاج  
الحافظ ضیاء الملک والدین خواجہ محمد ضیاء الدین اداہم اللہ ظہم زبیب  
۲۱ مارچ ۱۳۵۵ سیال شریف

علی اخلاقی و صوفیانہ مضامین کا

ماہواری رسالہ  
شمس کی اسلام

جوہرہ کی چار کوسہ گودھا پنجاب سے شائع ہوتا ہے  
ادبیت

شیخ عبد المعز صاحب

چند سالانہ معاونین و رؤسایہ سے صد شائقین سے بجا طلبکار  
چند ہمیشہ بذریعہ منی آرڈر آنا چاہئے بذریعہ پی پی پی پی پی پی پی پی پی پی پی

مختصر پریس سرگودھا بلاک بنوایں باہتمام شیخ عبد المعز صاحبی پر نشر و پخش چھپ کر  
دفتر سالہ شمس الاسلام سرگودھا سے شائع ہوا

دکن آباد پریس پبلیکیشنز

# اہم ضرورت پوری ہوگئی

شہر سرگودھا بلاک نمبر ۶ کچہری بازار کے چوک  
میں اعلیٰ پائیدار اور عمدہ گھڑیوں کی اسلامی  
دوکان کھل گئی ہے

مسلمانانِ صناع کے لئے یہ نہایت غنیمت موقعہ  
ہے اس دوکان پر ہر قسم کی گھڑیاں فروخت  
اور مرمت ہوتی ہیں۔

ولیٹ اینڈ واپحہ کا تازہ مال منگوایا گیا ہے  
شائقین کے لئے آزمائش کرنا ضروری ہے۔

المسلمین

منیر سولیس واپحہ کمپنی سرگودھا کچہری بازار روپنجاہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رسالہ  
شمس الاسلام

نمبر بابت ماہ اکتوبر ۱۹۲۵ء مطابق ماہ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ نمبر

## فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	نمبر شمار
۱	رحمتہ للعالمین	مولانا شمس الحق صاحب نظامی	۲
۲	مقدس تاریخ کا انتخاب	مولوی محمد حیات عثمانی نائل جامی	۴
۳	ازواجِ مطہرات	مولوی محمد حیات صاحب پتشی نائل	۱۱
۴	ترانہ عشقی	ابوالخامد شاہ احمد حسین خاں رسول کن	۱۲
۵	یورپ پر مسلمانوں کے احسان	ڈاکٹر ایچ بیوٹ ایم ڈی	۱۳
۶	مذاق سخن	مولوی علی محمد صاحب مختصر	۱۸
۷	پالیسی سوالات اور ان کے جوابات	حضرت قبلہ عالم سجادہ نشین ضامیال شریف	۲۰
۸	لکھنؤ کا نفرش	ایڈیٹر	۲۱
۹	چوغلام آفتاب احمد نقاب گویم	حکیم مولانا عبد الرسول صاحب بکھرائی	۲۲
۱۰	عس سیال شریف	ایڈیٹر	۲۹
۱۱	سرور عالم کا عس مبارک سیال شریف	ملک علی محمد صاحب مختصر و صیروفانی	۳۲
۱۲	بغدی شورش	مولانا عبد الماجد صاحب قادری بدایونی	۳۳
۱۳	مکہ معظمہ کا ایک مکتوب	مولانا عبد الحمید صاحب رسولی بھری	۳۴
۱۴	شکریہ معاونین رسالہ	نمبر	۳۸

# رحمتہ للعالمین

(از قلم بلاغت مسم جناب لانا شمس الحق حنا نظامی پکھڑو)

بارہ ربیع الاول کی صبح کیا مبارک صبح تھی جبکہ دشت عرب کا ذرہ ذرہ نور توحید کی تابناکیوں سے شعلہ طور بن گیا۔ گلشن امکان نے اپنی تمام رنگینیاں گلہائے خنداں کے اوراق دل پر ثبت کر دیں۔

نیم سحری اپنی خلقت پر ناناں ہے اور اس خوشی میں اڑی اڑی پھرتی ہے۔ کہ مجھے وہ پیغام دیا ہے جسکو سنکر خوابگاہ دنیا کا ہر غفلت شعار انسان کلہ پڑھ کر اٹھ کھڑا ہو گا۔ چہن عرب کے طیور خوش الحان آپس میں سرگوشیاں کر رہے ہیں کہ دیکھتے ترائے تہنیت میلاد کس کے حصہ میں آتا ہے ظلمت خانہ عرب ایک شعاع نور سے رشک صد طور بٹنے والا ہے۔

بزم فلک میں عید کی مہی خوشی اور چہل پہل کیوں ہے؟ رضواں عروسِ جنّت کو زیور آراستگی سے کیوں مزین کر رہا ہے؟ آتش کدہ جہنم کس کے خوف سے ٹھنڈا پڑ گیا؟ کارکنانِ قضاء و قدر کیوں اپنی تمام قوتِ تعمیر کو ایک مجسمہ کمال میں کوٹ کوٹ کر بھر کر رہے ہیں؟ یہ سوالات ابھی ہماری قوتِ فہم کو متحیر کئے ہوئے تھے کہ ہاتھ غیب نے ندا دی کہ باعثِ تخلیق کون و مکان مظہرِ قدرتِ کاملہ سریرِ آرائے سلطنت و دو جہاں، نازش گلشنِ امکان، ہادی دوران، محبوب سبحان، شفیع عاصیاں حضرت ابوالقاسم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلعم اس اجڑی دنیا کو رشک گلزارِ ارام کرنے والے ہیں

آتش کدہ فارس کو حکم ملتا ہے کہ تو سرد ہو جاؤ دریاے ساداجو عکس آرائے جمال ہو کر اپنے میں خود جذب ہو جاتا ہے۔ قیصر کا قصر فلک بوس ہیبت سے تھرا اٹھتا ہے۔ اور اسکے چودہ لکڑے اپنی جبینِ نیاز کو خاک آستان پر ملنے کے لئے سر بسجود ہو جاتے ہیں ابلیس اپنا دعوئے وقار ہر بے دوزخ و اور بے محشرم بھول جاتا ہے۔ اور اس شمعِ تجلی کی ضیا پاشیوں کے سامنے شمعِ کی طرح منہ پھاڑوں میں چھپا لیتا ہے۔ سردارِ عرب اپنے عارضِ تاباں سے نقابِ رنگین اٹھا کر زینتِ بزم دینا ہوا؟ وہ تشنہ و سہن

مخلوق خدا کے لئے ابریں کا ایک قطرہ گہر بار تھا۔ چھ لکھ انسان تھے اور عالم علی کی  
فضائیں سانس لے رہا تھا اس لئے وہ تمام مرتب جو ایک انسان کو طے کر سکتے پڑتے  
ہیں اس لئے بھی طے کئے۔

عہد طفولیت گذر کر گو بہ سرعت عہد شباب آیا مگر اپنی تاریخوں سے معرّاب وہ زمانہ تا  
ہے۔ یعنی زمانہ نبوت جبکہ سوئی ہوئی دنیا صدائے اَنَّا بَآئِلُکُمْ بِمَا کُنتُمْ لَیَّ حَاجِی سے  
جکادی جاتی ہے اس عہد مبارک کی کارفرائی کی تفصیل کیلئے ایک دفتر چاہئے اور ایک عمر  
نہ اس وقت میں اسکے لئے تیار ہوں اور نہ میرے قلم میں وہ قوت اس وقت  
اس متبرک زندگی کا جس لئے مردہ دلوں میں روح حیات پید نکدی صرف  
ایک پہلو اجمالاً پیش کرنا ہے۔

عرب اپنی تمام جہالتوں کے ساتھ اپنے باشندوں کے لئے دنیا میں ایک مزخ  
تیار کر رہا تھا۔

کوئی عیب اور برائی نہ تھی جو اس بہادر اور غیور قوم کا طرہ امتیاز نہ ہو۔ اور عرب  
ہی پر کیا منحصر تھا۔ مختصر یوں سمجھئے کہ ظہر الفساد فی البر والجر۔ یعنی تمام عالم ایک ظلمت  
کدہ بنا ہوا تھا جبکی شمع توحید اہل بزم کی بے اعتنائیوں کا نور حرکت کرتے کرتے بجھ  
چلی تھی اور اندیشہ تھا کہ دنیا تاریک ہو کر رہ جائیگی کہ دفعتاً افقِ غرب پہ آفتاب  
توحید و صداقت کی شعاع پر ضیاء نے صغیر و بزرگ نور میں لکھ دیا

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

دنیا کی تاریخ رحمت و کرم کا ایسا کامل مجسمہ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ عرب  
ایک خشک ریگستان تھا کہ آپ کی بارش رحمت نے ہر سکوچین سرسبز بنا دیا۔  
ہزار ہا مثالیں ملیں گی جن سے ثابت ہو سکتا ہے کہ آپ نے طرح طرح کی کمیتیں  
سہیں اور اُن تک نہ کیا۔

قسم قسم کی شدائد کی آماجگاہ بنے۔ مگر جبین استقلال پر چیں نہ آئی ایک پہاڑ تھا  
جس کو جنبش دینے کے لئے صرف عرب کے قبیلے ہی نہیں بلکہ یمن کے یہودی

سلطنت اور عظیم الشان عیسائی سلطنت، وہ اپنی قوتیں صرف کر رہی تھیں۔ مگر حرکت نہ ہوئی آپ کے پاس وہ کیا طاقت تھی جو سپر نی وہ آپ کی رحمت تھی؟ یہ وہ تیزاب تھا کہ جس نے پتھر کو پگھلا دیا اور کفر کو جلا دیا۔ خون طوالت قلم پڑتا ہے اس لئے چند مثالیں بطور مشنہ نمونہ خرد دار سے پیش کی جاتی ہیں۔

جو جو مصائب اور مظالم کفار عرب کے ہاتھوں آپ کو تبلیغ اسلام کی کوشش میں برداشت کرنا پڑے انکا تصور ہی بدن کار و نگار و نگار کھڑا کئے دیتا ہے اعادہ تو رُلا دلیکا! فتح مکہ کے بعد جب آپ ایک فاتح بادشاہ کی حیثیت سے شہر میں داخل ہوتے ہیں تو کیا آپ مثل دنیاوی فاتحوں کے قتل و غارت کا بازار گرم کر دیتے ہیں؟ کیا آپ وحشی قوم سے اسکی چیرہ دستیوں کا دل کھول کر بدلہ لیتے ہیں؟ آپ یہ سب کہہ کر سکتے تھے اور آپ کو حق تھا کہ اس ظالم قوم کو اس کے کیفر کردار کو پہنچائیں مگر نہیں آپ کی شان رحمت جوش میں اسکر پکار اٹھتی ہے۔

لا تشریب علیکم الیوم! (آج تم پر کوئی سختی نہیں)

کیا صبر و تحمل اور رحم و کرم کی ایسی کوئی اور مثال دنیا پیش کر سکتی ہے۔ جنگ اُحد میں جبکہ آپ کا دندان مبارک نیزہ ستم سے شہید کر ڈالا جاتا ہے تو صوفی گرام رو رو کر آپ سے عرض کرتے ہیں کہ ان ملعولوں کے مظالم حد سے گذر گئے آپ! لئے حق میں دعائے بد کیجئے۔ اگر آپ ایک آہ بھی اسوقت حالت کرب میں سینہ نو رین سے نکال دیتے تو کیا زمین و آسماں خاک سیاہ نہ ہو جاتے؟ کیا اگر آپ پھارٹو لگو حکم دیتے کہ کافروں کو سرہ کر دو تو اھیسا ممکن نہ تھا سب کچھ ہو سکتا تھا مگر رحمتہ للعالمین اسوقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں

اور فرماتے ہیں: **اَللّٰهُمَّ اٰهْلِ قَوْمِیْ فَانْهَمُّ لَا یَعْلَمُوْنَ** اے خدایمیری قوم کو ہدایت دے کہ وہ نہیں جانتی۔

بر خلاف اسکے حضرت نوح کا غصہ بصورت طوفان عظیم ظاہر ہوتا ہے حضرت موسیٰ کا غضب غرقابی آل فرعون کو دکھاتا ہے۔

کمال رحم کی وجہ سے آپ کی جبین منور پر کبھی چین غضب نہ دیکھی گئی آپ کے چچا حضرت حمزہ کا کلیجہ آپ کی آنکھوں کے سامنے چایا جاتا ہے مگر ایک لفظ لعنت و ملامت کا آپ کی زبان مبارک سے نہیں نکلتا۔ قرضخاہ آتے ہیں اور قبل از وعدہ تقاضائے سخت بصورت زبرد تو بیخ کرتے ہیں حضرت عمرؓ بگڑ بگڑ جاتے ہیں۔ اور بس نہیں چلتا کہ ایک ایک کو کہا جائیں۔ مگر آپ بجائے اسکے صحابہ کے ہمنوا ہوتے الٹا انکو منع فرماتے ہیں کہ انہیں منع کر نیکانہیں کیا حق ہے۔ ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ میری کمر پر تھی ماری تھی میں اسکا بدلہ لوں گا۔

بڑے آدمی کی تو بڑی ہی بات ہے۔ ایک معمولی آدمی بھی اس گستاخانہ دعوے کو گوارا نہیں کر سکتا مگر شہنشاہ دو جہاں فوراً پشت مبارک کو برہنہ کر کے تکمیل خواہش مدعی کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ وہ شخص اس کرم کو دیکھ کر ششدر رہ جاتا ہے اور قدموں پر گر کر کہتا ہے ”حضرت میں صرف آپکا امتحان لیتا تھا اور اس بہانہ سے مہربوت کو بوسہ دینا چاہتا تھا، آپ مسکرا کر اسکو جنتی ہونی کا فردہ سنا کر معاف کر دیتے ہیں اسی رحمت کی شمشیر عریاں تھی جس نے اسلام کو پھیلایا۔ اسی ادا کے تیر تھے جنہوں نے لاکھوں کافروں کے پیمانہ کو خون توحید سے لبریز کر دیا اور آج تک اسی رحمت کا اعجاز ہے جو نور بنکر ظلمت کدہ مغرب میں سینکڑوں دلوں کو روشن کر رہا ہے آپ کے وسعت اخلاق کے زیر و امن ہر انسان بلا قید و مذہب و ملت اور ملک و قوم پناہ گزین رہا آپ کی ہر جنبش نگاہ سے رحمت کے دریا بہتے تھے۔

مگر آہ! اسی شمع رحمت کے پروانے اس سوز سے خالی نظر آتے ہیں۔ اسی فلک کرم کے ستارے ضیاء غفو سے محروم دکھائی دیتے ہیں۔ کیا ہم چراغ بکف ہو کر اسی تاریک خانہ جہالت کی طرف جا رہے ہیں جس سے شمع ہدایت نے ہمیں نکالا تھا





# مقدمہ تاریخ تاریخ کا انتخاب

(درقرنہ مولوی محمد حیات صاحب نشی فاضل جمالی)

(بہ سلسلہ اشاعت گذشتہ)

تاریخ ماہ و روز	سن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام	واقعات و حالات
شعبہ تا شعبہ نبوت	۴۷ سال تا ۵۰ سال	(۱) جب قریش نے اسلام کی ترقی کے وسائل (حجرت حبشہ میں کامیابی جلیل القدر اشخاص حضرت حمزہ حضرت عمرؓ وغیرہم قبائلی قریش کا اسلام لانا) اور اس کی تشہیر اور مقبول عام بے نظیر تعلیم کو دیکھا تو اپنی کجبر ہی سے منقو کاٹھٹھا کہ جہاں تک ہو سکے۔ اسلام کو مٹانے کی کوشش کرنی چاہئے اور خدا کا لٹکا کے فرستادہ کو قتل کرنا چاہئے ابو طالب اپنے چچا رضامند نہ ہوئے۔ بعد اہل دعیال و حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شعب ابی طالب میں حقیقاً کہا یہ مقام مکہ معظمہ سے مشرقی پہاڑیوں میں واقع ہوا کفاس نے اس پر قریش سے ترک محالطت و مناکحت کا عہد کیا۔ تخرجی عہد نامہ منصور بن عکرمہ بن ہشام نے لکھا۔ جو مکمل ہو کر کعبۃ اللہ میں اوئیراں کیا گیا (۲) اس موقع پر سب رشتہ داروں کے علاوہ ابوہب تنہا محیت کفار میں تھے۔
	(۳) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مد اپنے خاندان کے تقریباً تین برس شعب ابی طالب میں مقیم رہے۔	
	(۴) کفار نقض عہد نامہ پر آمادہ ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ	



نام سنہ	تاریخ ماہ و روز	سرخ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام	واقعات و حالات
			<p>۱۔ اسلام نے وحی کے ذریعہ اپنے چچا ابو طالب کو اطلاع دی کہ عہد نامہ کی سب عبارت دیکھ کر گئی ہے۔ مگر اسمائے جلالہ اللہ تعالیٰ کا نام کا بدستور ثبت ہے۔ اس پر عہد نامہ کھولا گیا۔ تو ویسا ہی پایا جیسا کہ حضور صلعم نے فرمایا تھا۔ مگر افسوس کہ کینخت ازلی یہ معجزہ دیکھ کر بھی دولت ایمان سے بہرہ ور نہ ہوئے۔</p> <p>۲۔ شعب ابی طالب سے تقریباً ۹ مہینے نکلے ہوئے نہ گزرے تھے کہ آپ کے چچا ابو طالب کا انتقال ہو گیا اور اس کے تین دن حضرت بی بی خدیجہ الکبریٰ اس جہان فانی سے جنت کو سدھاریں۔ آپ پر مصائب کی کوئی حد نہ رہی اسی لئے یہ سال (سنہ) عام الحزن کے نام سے مشہور ہوا۔</p> <p>۳۔ سنہ نبوت میں معجزہ شق القمر ظاہر ہوا۔</p> <p>۴۔ حضرت <sup>خدیجہ</sup> کی وفات ماہ رمضان میں ہوئی اور حجوں میں مدفون ہوئیں۔ حضرت خدیجہ کے بعد ہی حضور زید بن حارثہ کو ہمراہ لے کر طائف چلے گئے۔ تاکہ بنی نقیف سے مدد حاصل کریں۔ لیکن بہت افسوس ہے۔ کہ حضور نے تبلیغ احکام الہی میں سید تکلیفیں اٹھائیں اور بنی نقیف نے حضور کو بہت اذیتیں دیں۔ بدبختوں نے گالیاں دیں۔ پتھر پھینکے۔ یہاں تک حضور کے ہر دو پاؤں مبارک خوں آلودہ ہو گئے۔</p>

نام	تاریخ ماہ و روز	سن حضور عمرہ الصلوٰۃ قاسم	واقعات و حالات
سلسلہ نبوت	۵ سال		<p>(۸) سبحان اللہ! حضور تنہا ہیں۔ ملک، قوم، رشتہ دار ہیں کہ مخالفت پر آمادہ ہیں۔ وہ کوئی اذیت نہیں جو وہ پہنچا سکتے ہیں۔ اور پھر دریغ نہیں کر سکتے۔ لیکن حضور کا وہ استقلال مزاج ہے کہ کچھ پروا نہیں اپنے سوا کسی کیم کے احکام پہنچا رہے ہیں۔ اور ظلمت کدہ عالم کو انوار اسلام سے روشن کر رہے ہیں۔ اثنائے راہ میں بمقام نخسہ رونق افروز ہوئے دمکے سے ایک دن کی راہ ہے انصیبین کے سات جن حاضر خدمت ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گئے اور قرآن سنا (سورہ جن میں مفصل مرقوم ہے)</p> <p>(۱۱) زیارت کعبۃ اللہ کی آنے والے لوگوں نے ظہور بنی آخر الزماں صلعم کی خبر القصار مدینہ تک پہنچائی اس سال چھ اشخاص بیعت عقبہ اولیٰ میں مشرف اسلام ہوئے۔ سال آئندہ بارہ اشخاص بیعت عقبہ ثانیہ میں دولت ایمان اور حصول نیاز سے سعادت اندوز ہوئے۔ پانچ عقبہ اولیٰ والے اور دو مدینہ کے قبیلہ اوس سے اور باقی قبیلہ خزرج سے حاضر ہوئے۔ ان لوگوں نے اسلام کی منادی مدینہ میں جا کی۔ سال آئندہ ستر اشخاص القصار سے مکہ میں حضور کے پاس اسلام لیکھنے آئے۔</p> <p>(۱۲) حضرت معاذ بن زہیر رضی اللہ عنہ تعلیم اسلام کے لئے القصار مدینہ میں تشریف لے گئے۔</p>

۸۴

سیدنا محمد

۵۵

نور ماسوم

ابو بکر الاول

برہنہ

ابو اسحاق

بروایت

رجب الاول

نور ماسوم مبارک، تھاکر حضرت عیسیٰ

مبارک اور ان کے والدین سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو دے

اسرار و کرامتیں، آمین، یہ کتاب جو کہ ہے یا کیا وہاں

تاریخ ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے

یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے

یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے

یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے

یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے

یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے

یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے

یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے

یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے

مکتبہ اسلامیہ

۵۵ برس (۱۱) شوال، مکہ کی نو تیس صد سے بڑھ گئیں، سلطان

نور ماسوم مبارک، تھاکر حضرت عیسیٰ

مبارک اور ان کے والدین سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو دے

اسرار و کرامتیں، آمین، یہ کتاب جو کہ ہے یا کیا وہاں

تاریخ ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے

یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے

یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے

یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے، یہ کتاب ہے

روا قضاوت و حالات	سوانح و علاقہ اسلام	تاریخ ۱۹۲۵ء	مجموعہ
<p>اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دلیہ اندیشہ کر چلے گئے میں ہجرت کرتا ہوں۔ ان کے اس شجاعانہ انداز سے میں کوئی مشرک نہ ہو سکا۔</p> <p>۱۸؎ آپ حضرت ابو بکر کی معیت میں غار ثور میں زائد ابو بکر وغ کے گھر سے لے کر جا چھپے۔ جمعہ۔ شنبہ یکشنبہ غار میں قیام فرمایا۔ دو شنبہ کی رات کو وہاں سے کوچ فرمایا اور سفر کی مدت اٹھ یوم تھی آئندہ دو شنبہ ۱۹ ربیع الاول کو اپنے نزول اجلال سے مدینہ طیبہ کو منور فرمایا۔</p>			
<p>(۲۰) کفار نے جو مشاورت حضور کے قتل کے متعلق کی کھوج نکالا۔ قادر مطلق کی قدرت کے سامنے ایک نہ چلی آپ اپنے رفیق کے ساتھ لا شحون ان الشیطان کا زمرہ فرماتے ہوئے ہجو و عاقبت منزل مقصود پر پہنچ گئے (کفار کا منصوبہ وغیرہ سورۃ توبہ میں مفصل درج ہے)</p>			
<p>(۲۱) غار میں جو تدبیر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حفاظت کیلئے دی۔ اور ایک غار میں اپنا پاؤں رکھا سانپ نے اُسے ڈسا اور حضور کے لب اطہر لگانے سے درد زہر کا فور ہو گیا۔</p> <p>(باقی آئندہ)</p>			

# ازواج مطہرات

مختصر کوائف

بر شمار	نام آسمانی مبارک	مختصر کوائف
۱	حضرت خدیجہ الکبریٰ	آپ کے بطن سے (۱) ذکور۔ طیب۔ طاہر۔ قاسم (۲) اناث۔ زینب رضی اللہ عنہا رقیہ۔ ام کلثوم۔ حضرت زینب (تہجد ہوئیں) (تزوج) (وفات) فکرمال حیات حضور علیہ السلام ۱۰ سال
۲	حضرت سودہ بن زمعہ	حضرت عاتشہ صرف آپ ہی تنہا باکرہ حرم ہیں جو آپ کے عقد میں تھیں عمر ۶۰ سال صدیقہ رضی اللہ عنہا وفات ۵۵ھ در زمان امیر معاویہ
۳	حضرت صفیہ	رضی اللہ عنہا تزویج در ۳۵ھ وفات در خلافت عثمان رضی اللہ عنہ
۴	حضرت زینب بنت خزیمہ	یہ حضور کے زمان حیات میں فوت ہوئیں۔
۵	حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا	شادی در ۵۵ھ وفات در ۵۹ھ (در زمان امیر معاویہ) ان کی ماں کا نام عائکہ تھا جو حضور کی بھوپتی تھیں۔
۶	حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	شادی ۵۵ھ وفات در ۵۹ھ در خلافت حضرت امیر عمر رضی اللہ عنہ (جملہ ازواج بعد النبیؐ سب سے پہلے فوت ہوئیں)
۷	حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا	پکا نام ام حبیبہ بھی ہے نبت ابی سفیان رضی اللہ عنہ وفات ۵۹ھ در زمان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
۸	حضرت حمیرہ رضی اللہ عنہا	آپ کے باپ کا نام حرث المصطلقیہ وفات ۵۵ھ ہجری (در ایام امیر معاویہ)
۹	امیمہ رضی اللہ عنہا	شادی ۵۵ھ وفات ۵۹ھ

حشر کا لفظ

ہم آسمانی برادر

۱۱ ہمارے قبطیم رضی اللہ عنہ حضرت ابراہیم آپ کے لبوں سے تولد ہوئے۔

عنہا

اثر یاد رہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت کے وقت تو حرم محترم موجود تھا۔

نیا صحت

شعیت کا لفظ

# شعیت عشقی

(نہ ہوا کا شہاد احمد حسین عوف شہر رحمت اللہ برادر مفتی رحمت اللہ)

دیار کھو دکھلا یوم الفسور تیسرا	لیتے ہیں ہم ہر دم رب غنجد متعبرا
ہم نام سن چکے ہیں اسے ربنا غور تیسرا	انہی مغفرت کیوں ہم کونہ ہو تیسری
ولیس سا گیا ہے نور دسروں کی طرح	ضیائی خدا ہشوں کیوں سر دیکھیں تیسری
آگ ہے کس لہجے سے وہ شک و ترسیرا	کتبتے ہیں سے ہوئی اس کی راگ و تیسری
لاؤ تجھی کو ہے یہ کہو غور تیسرا	عجز دنیا اسرار اس مشت خاک کو تیسری
دکھائی سے رہا ہے واللہ نور تیسرا	کعبہ میں بتکہہ میں ہر شے اور ہر تیسری

سندعل ہوا لہی گر تیری شہم رحمت

عشقی بھی دیکھ لیا ہر شے میں نور تیسرا

بالقرب عیسیٰ ہو کر آنکھوں نے جھپا کیوں ہے	بکھری نظاں میں ہر شے سے خفا کیوں ہے
پھر خلق خدا اس کی یوں تجھ پہ نہ کیوں ہے	صورت تیری آنکھوں سے دکھائی نہ تیری
ہم تیریں تجھی پر ہم پھر کبھی خفا کیوں ہے	آنکھوں میں سما حال اور دلیں اتر آ تیسری
انجان تو پھر ایسا اسے ماہ لقا کیوں ہے	ہے یاد تیری ہر دم ہے کھوج تیسری یہیم
آئے عیسیٰ نمودن پھر تیرے دوا کیوں ہے	عشقی کو ہیں مخلص ہر عشق کی بیباکی

# یورپ پر مسلمانوں کا احسان

منگولز ان میں ٹوٹتی دن کھب میں ڈاکٹر راج ہولٹ ایم۔ ڈی نے انگریزوں  
لیڈروں اور گورنمنٹ میسور کی حکام کی کثیر جماعت کے سامنے سبک لینٹن سے ایک  
عبرت خیز و سبق آموز کچھ دیا۔ بہتر ہو گا اس کچھ کے قلمبند کرنے سے پہلے ڈاکٹر صاحب  
موصوف کا تدارف کر دیا جائے۔

آپ ڈنمارک کے ملک میں پیدا ہوئے۔ ڈنمارک اور امریکہ کے اعلیٰ کالجوں میں  
علوم تاریخ فلسفہ طب اور الہیات کی تعلیم کی۔ چھوٹے قدرت سے پہلو میں پاک دل ہوا  
ہوا اور ممنوع العقل و مانع پیدا نہیں کیا تھا۔ اس لئے عبد طفلی سے ہی آسمانی بادشاہت  
میں داخل ہونے کے صحیح دلائل ڈھونڈتے رہے۔ اس عداد میں تمام مذاہب عالم  
کی کتابوں پر عبور کیا۔ مگر قرآن کریم سے بڑھ کر کوئی وسیلہ آپ کی نظروں میں نہ  
چھا جو نبی آدم کو آسمانی بادشاہت کی سرحد میں پہنچا تا ہو۔ لہذا تمام مذہبوں سے  
کٹ کر اسی طرف اپنا دست بیعت بڑھایا اعلیٰ کلمہ الحق سے شغف اور خشیت میں  
کامیابی حاصل کرنے کی نیت سے وطن کی راحت۔ وطن کا آرام وطن کی اطمینان  
بخش زندگی کو چھوڑ چھاڑ سمجھا نہ توحید کا پیام لیکر تمام ملک میں گشت لگا رہے  
ہیں کل مذاہب پر صداقت سے پیارے اسلام کو تفوق و ترجیح دیتے ہیں۔

ملت بیضا کی شیرازہ بندی کے لئے دایم فکر ہیں اور فی الحال بانی اسلام  
کی صحیح تعلیم کی تحقیق اور اسلام پر آئے دن جو حملے ہو رہے ہیں۔ ان کے دندان  
شکن جواب دینے میں انہماک اور سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں۔ مختصر یہ کہ آپ  
اس زمانہ میں ڈیون پورٹ کہلانے کے مستحق ہیں۔

لیکچر انگریزی میں تھا اس کا مختص ناظرین کے معلومات میں اضافہ کرنے  
کی غرض سے پیش کیا جاتا ہے۔

مضمون تقریر۔ سب سے پہلے ڈاکٹر صاحب نے لائٹین کے ذریعہ اندلس کی خبریں



وہمت بتلاتے ہوئے بیان کیا کہ

مسلمانوں نے اس وسیع سرزمین کو حیرت انگیز شجاعت سے بہت کم مدت میں اپنے زیر اثر کر لیا تھا جب ان کے قدم یہاں اچھی طرح جم گئے۔ تو انہوں نے وہ انتظامات جو عامہ خلافت کی فلاح و بہبود کے لئے ضروری منظور تھے۔ قائم کئے، علوم و فنون کے کالج کھولے۔ سائنس کی درسگاہیں قائم کیں۔ علم ابدان و طب کو سراج ارتقاء پر پہنچایا۔ دستکاریوں کے نئے نئے طریقے ایجاد کئے صنعت و حرفت علم معاشرت اور حفظانِ صحت پر کتابیں لکھیں۔ کھیتوں کے لئے دیاؤں سے نہریں کاٹ کر لائے اور ملک کی کاشتکاریوں کو حد گمال تک پہنچایا۔ پکی سڑکیں بنوائیں اور یہ پہلے لوگ ہیں جنہوں نے سڑکوں اور راستوں پر روشنی لگوائی۔ یہ تمام کیا تھا۔ صرف قرآنی تعلیم اور نبوت (صلعم) کی حکمت آموزی کا اثر تھا۔ کہ ایک نیم وحشی قوم کے لئے دنیا کی مہذب قوموں کو اپنی صفیں توڑنی پڑیں اور وہ اپنے دانشمندانہ رویے سے ہم عصر بلکہ مابعد کی مہذب قوموں پر سبقت لے گئی۔

ان تعلیم گاہوں کے دروازوں پر یہ الفاظ مرقوم تھے۔ چار چیزیں ہیں جن سے دنیا کا انتظام بہتر از حسن قائم رہ سکتا ہے۔ (۱) عالموں کا علم (۲) حاکموں کا انصاف (۳) دلیروں کی دلیری (۴) نیکوں کی عبادت۔

مذکورہ بالا باتیں بتاتی ہیں کہ انہیں اس وقت انسانی ضرورتوں کا کہاں تک اصلی احساس تھا اور وہ کس حد تک فلسفہ حیات کے جاننے میں کامیاب ہو چکے تھے پھر ڈاکٹر صاحب نے ان کی زراعت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا۔

زراعتی ترقی میں امریکہ کے مشہور مگر غیر متعصب مورخ اسکاٹ کی اس تحریر سے آپ حضرات کے سامنے استنباط کرتا ہوں جس میں غرناطہ کی بے مثال کاشتکاری کا مرقع کہنیا گیا ہے۔

۱۳۱۵ء میں حکومت غرناطہ کے مقبوضات دنیا میں سے سب سے زیادہ متمول سب سے زیادہ زرخیز و شاداب اور سب سے زیادہ متمدن خطہ تھے۔ کشتزاروں

کی بے مثال کاشتکاری اور نفع رسائی آب و ہوا کی لطافت اور جغرافیائی مواقع کو ایک بیدار مغز اور دو مہاندیش قوم کی حکیمانہ فراست و جدت طرازی سے نہایت کافی وسعت دی گئی تھی۔ کاشتکاری کے طریقے پستاپشت کی سلسل محنت سے کامیاب بنائے گئے تھے حتیٰ کہ یہ خط گوناگوں و کثیر اساسہ سبزلیوں اور شادابیوں کا عجوبہ زار بنا ہوا تھا کہیتیاں علی الدوام دنیا کے ہر حصہ کے منتخب و بہترین غلہ جات کی فصلیں لاتی تھیں۔ جوار۔ گہوں اور جو کی فصلوں کا بے انتہا سلسلہ افس بڑھا ہوا تھا۔ اور کھیتوں اور غلت زاروں میں اس قدر افراد و افزونی کہ سال بھر میں گیارہ فصلیں کاٹی جاتی تھیں۔

**تعلیم و آزادی** مسلمانان اندلس نہایت ہی مہمان نواز اور خلیق تھے۔ مذہبی آزادی کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ تمام حصص ایشیاء و یورپ سے طلباء ان کے کالجوں میں تعلیم پانے کی غرض سے آیا کرتے تھے۔ عورت و مرد کے امتیازات نام کو نہ تھے یہاں تک کہ عورتیں اس قدر تعلیم یافتہ ہو گئی تھیں کہ کالجوں میں معلمیں اور پروفیسر کا کام بآسانی انجام دیتی تھیں۔ اسلامی حکومت غیر مذہبی رعایا کے مذہبی امور میں کسی قسم کی مذہبی مداخلت نہیں کرتی تھی۔ تا آنکہ انہیں ان کے اپنے رویہ پر چھوڑ دیا گیا تھا اور دینی و دنیوی نزاعات کے رفع کرنے کے لئے ان کے ہم مذہب عالم مقرر تھے۔ صرف ایسے مقدمات میں جن میں مسلمان شامل ہو گئے ہوں متنازعہ ہو۔ کو مسلم جج کے عدالت کے سامنے کھڑا ہونا پڑتا تھا۔ وہ مسیحی افراد جو آنحضرت (صلعم) پر تبرا کہتے اور اسلام کی شان میں سخت و سست الفاظ نکال کر مذہبی دیوانگی کا ثبوت دیتے تھے انہیں اس عادت مرحومہ سے روکنے کے لئے یہی مسیحی پیشواؤں کو کامل طور پر اختیار دیا گیا تھا جب کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس حکومت کے زیر سایہ بیگلر گرجا و درگاہ کے لوگ شہاد و بیعت کے بارے میں موافقت اور باہمی ہمدردی کے ساتھ دوش بدوش پہلے نظر آتے تھے۔

**تجارت** میں جہازات کی تعمیر و ان کے بحری سفر میں اور ہندوستان تک

کہوئے گئے تھے صنعت میں چاندی اور سونے کا کام چربی سامان و شیش کے کارخانہ اور اسلحہ سازی وغیرہ اشیائے درآمد و برآمد میں لوہا سوت۔ ادویات اور غلات وغیرہ۔ تعلیم اس قدر عام تھی کہ تقریباً تمام لوگ تعلیم یافتہ تھے حکومت تعلیم گاہوں پر نہ کثیر خرچ کرتی تھی متعلین پر روپیہ وغیرہ کا بار نہ ڈالا جاتا تھا ہر قریہ و دیہات میں مدرسے اور ہر بڑے شہر میں کالج اور ہر صوبہ میں یونیورسٹیاں کہولی گئی تھیں۔ اسلامی تعلیم گاہوں کے علاوہ مسیحی تعلیم گاہیں بھی تھیں لیکن ان دونوں کے تضاد میں یہ فرق تھا کہ اسلامی تعلیم گاہوں میں مختلف علوم جیسے فلسفہ سائنس طبیات و غیرہ کے امتیازات بہت ہند۔ ادب حساب۔ منانظر و مزایا ریاضی۔ طب۔ الہیات۔ جراحی۔ علم حیوانات وغیرہ کی تعلیم دی جاتی تھی اور عیسوی تعلیم گاہوں میں صرف تبلیغ و اشاعت کے لئے مذہبی تعلیم لیکن افسوس ہے کہ موجودہ ترقی کے زمانہ میں اسپین کی تعلیمی حالت بہ نسبت اس زمانہ کے نہایت ہی روی اور خراب ہے۔ چنانچہ اس وقت یہاں کے باشندوں میں ترسٹھ فی صدی فخر تعلیم یافتہ ہیں۔ یورپ میں سب سے پہلے دو کالج مسلمانوں کے سطر نو اور مانی فر میں قائم تھے جن کے ذریعے طب کو سائنٹیفک طریق پر کامیاب بنایا گیا تھا یورپ پر عربی سائنس اور آزاد خیالی کے یہ اندازہ اثر کا یہ نتیجہ ہوا کہ مرقوں سے عن لوگوں کو سچی مشقوں کا دیا و مقبولیت کی روشنی کی طرف جانے سے روکتا ہوا زمانہ کے گہرے ہوئے عقائد کی پیچیدگیوں میں جکڑے رکھتا تھا۔ انہیں پوری طرح آزادی مل گئی۔ اور ہندی کی تمام زنجیریں ٹوٹ گئیں۔ وچر لیکن جو موجودہ زمانہ کا سائنٹیفک اسپرٹ کا بوجھ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس رشد کو غرق عادت ہستی ماننا اور اپنے منہ میں اس کا درمیان خفا جلاتا ہے۔ پس اس صورت میں انکار نہیں کیا جاسکتا کہ موجودہ سائنٹیفک سپرٹ ہر لیکن کے توسط سے عربی فیلاسوف اور عقائد کی احسان ہے۔ یہی ایک ہی کیا خصوص ہے بلکہ ابی ناریہ۔ البیرونی۔ الفارابی۔ ابن سینا۔ ابن خلدون۔

اور گیارہ ڈنمبر نو جیسے فلاسفر تک اس کے خوشہ چین ہیں اور جرمنین کے ساتھ ساتھ عربوں کا فیض کے معترف ہیں۔

مغربی ناظرین اور خواتین عام طور پر یورپین مورخوں کی یہ عادت ہے کہ جب کبھی مسیحیت کے اقتدار کو ٹھٹھیس لگنے کا خوف محسوس کرتے ہیں تو عداوت اور افتاد سے چشم پوشی کرتے اور اصلی واقعات بتلانے سے گریز کرتے ہیں مجھے اکثر تاریخوں میں یہ پڑھ کر سخت افسوس تک حیرت ہوتی ہے کہ ۱۵۱۵ء میں قسطنطنیہ پر ترکی تسلط ہونے کے بعد چند انجمن دلائل عقل و انداموں کو جلا وطن کر دیا گیا۔ تو یہ یورپ کے مختلف حصوں میں پھیل گئے کہا جاتا ہے کہ اور انہیں کی بدولت یورپ میں علوم کا احیا اور تجدید ہوئی اسی تحریک کے زمانہ کورینیٹ سائنس کہتے ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر یہ راہب واقعہ میں ان علوم کے لائیں اور شیوع کرنے والے تھے۔ تو کیا وجہ تھی کہ قیام قسطنطنیہ کے ہی زمانہ میں انہوں نے ارسطو اور افلاطون کے فلسفہ کی اشاعت نہیں کی اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ قسطنطنیہ ہی اس کا حشر تھا تو کیوں اہل یورپ اس سے سیراب نہ ہو سکے اور اپنی تشنگی بچانے کیلئے انہیں کیوں اندلس کا سفر اختیار کرنا پڑا تھا۔ جہاں کی یونیورسٹیوں میں فتح قسطنطنیہ سے چار سو سال پیشتر ہی سمارسطو اور افلاطون کے فلسفہ کا درس دیا جاتا تھا اور اسپرشر میں لکھی جا چکی تھیں علاوہ بریں ان راہبوں کی جلاوطنی عمل میں سے پیشتر ہی تھیوڈوسیوس (شاہ قسطنطنیہ) نے حبشی نین کی پیروی کرتے ہوئے حکم دیا تھا کہ ان فلسفہ کی محراب دین کتابوں کو برباد کر دو۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی اس معاملہ کے بعد کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ وہ کتابیں قسطنطنیہ میں باقی رہ گئیں تھیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ فتح قسطنطنیہ سے دو تین سو سال پہلے ہی پیویا اور پلارمونی کلیسیوں میں ارسطو کا عربی فلسفہ داخل انساب ہو چکا تھا۔ یہاں کے تعلیم یافتہ۔ البرٹ۔

میاگنیس۔ ابن زارڈاور۔ گیرلا سفروں نے پیرس اور انگلستان کی یونیورسٹیوں میں اس فلسفہ کو پھیلایا یہ وہ زمانہ تھا جس میں مسیحی علماء کی توہمات کی خاستہ کا ڈھیر تھا

کرنی سائنٹفک طب کی چنگاری کو بھی ایمیں ہی دیا رہنا پڑا مگر یہ چنگاری اندر ہی اندر سے اپنی چمک  
 ایک صدیوں تک دہلانی رہی۔ حاضرین میں فہمیدہ الضواء لیتہ دنیا کی طرف سے جو نئے احسان  
 کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے نیم وحشی قوم کو تہذیب و تمدن کی نذر پہنچایا اور ساتھ ہی ساتھ  
 یورپین سچی قوم کی معاندانہ فخر رشتا سی اور احسان فرما دیا وحشی کی نفرت اور انوس کی نگاہوں نے  
 دیکھتا ہوں۔ مغربہ حاضرین با حکومت اندلس کے زوال و انحطاط کے حالات و واقعات بیان کرتے  
 ہوئے سیر اول دیکھتا اور کلیجہ کھتا ہے۔ ایک عظیم الشان سلطنت کا دیکھتے ہی دیکھتے آپس کے نزاعات  
 و دعوایہ سواد و نیاطلب کی غلط تعلیمات سے پاش پاش ہو جاتا ہے۔ بیدمدی انسانیت  
 ہاتھوں تہذیب و تمدن کے خزانے کاٹا جانا ایک ایسی جگر خراش۔ سینہ تاب و استان  
 مصیبت سے کہ جس کا بیان کر نیکیا ہے ہم جیسے رقیق القلب کہیں جیسے مورخ کے قلم  
 سے بھی اس کے فوجہ ماقم کا خاکہ نہیں کھینچی گیا اس حکومت کا زوال پر پ کیے عظیم الشان  
 اور سخت بد بختی کا سبب بنا۔ کیونکہ کسی فاتحوں کا جوش و تعصب اور بیوقوفی اس قدر بڑھی  
 ہوئی تھی کہ انہیں عاقبت اندیشی کا لوقہ نہ ملا ان کے ہاتھوں اندلس کے تمام شہر زمین  
 کے برابر کر دیے گئے۔ مزاروں انجوری باغات پوری طرح اجاڑ دیے گئے۔ عمدہ  
 عمدہ تہذیب سانی کی ہر اس طرح برباد کر دی گئی کہ ان کا دوبارہ مرمت کرنا فی الجملہ  
 محالات سے ہو گیا۔ تمام کتب خانہ جلا دیے گئے۔ حد سے ہیں مسار و منہدم کر دی گئیں  
 ظہر سوسنگی کی حالت میں منتشر ہو گئے، علی تعلیم کا قابل تلافی طور پر کہو گئی اور یورپ کی تہذیب  
 اور توانے دماغی کشودہ ناچار سوسال پچھے رہ گئی مسلمانان اندلس پرانے فاتحوں کے وحشیانہ مظالم  
 و مہمیں انسانیت پر ایک بد نما و غریب جو قیامت تک مذمت کے آنسوؤں سے نہ منیں گے  
 انھوں نے اکثر صاحب نے غناطہ کے آثار قدیمہ جن کے نوٹو آپ نے خود اسپین جا کر لیے ہیں جو  
 آج کل گنڈرول کی شکل میں ہیں اور اپنے بانیوں کی خدا داد و کاد و حکیمانہ قابلیت اور  
 مسلمانوں کی عظمت و بزرگی کی شان و کھوار ہے ہیں۔ تہائے اور پر زور الفاظ میں یہ  
 ثابت کیا کہ حکومت اندلس ہی عہد قدیم کے لئے باعث فخر و ناز حکومت تھی۔

# مذاق سخن

زمانہ بھر کے سکوں کو دیکھا کسی میں ہوئے وفانہ دیکھی  
جیسے بھی دیکھا وہ ہیں ہوائی کسی کی رنگت بقا نہ دیکھی

تیری بدولت جہاں ہے روشن تیری عنایت ہم شمس سلام  
خدا گواہ ہے سوائے تیرے کہیں حقیقی ضیاء نہ دیکھی

نیاز میرے تو نازانکے وفائیں میری جفائیں اُن کی  
یہ سچ تو کہتے ہو مختصر تم بتوں میں مہسرو وفانہ دیکھی

شباب وحشت جنوں ہے سر میں جگر ہے برباں تو بے پروا  
اپنی تو بہتوں کی الفت کو ایسی کوئی سزا نہ دیکھی

نہ چین و راحت نہ عیش و فرحت نہ صبر ہے کچھ قدر دلیں  
یہ درد و فرقت بھی وہ بلا ہے کہ ایسی کوئی بلا نہ دیکھی

طیب۔ تھے زخم دلی دوا نہ ہوگی شفا نہ ہوگی  
ہزاروں مرہم لگا کے دیکھا کوئی بھی فرحت رسا نہ دیکھی

وصال میں بھی فصال میں بھی خزاں میں بھی اور بیاں میں بھی  
خدا کی قدرت کہ مختصر کی کہی بھی قسمت بجا نہ دیکھی

(علی محمد خاں مختصر)

## بھیرہ میں عرس مبارک

مورخہ ہمدرد بیچ الاول بروز جمعہ ہفتہ بمقام بھیرہ ندبۃ العارفین امام العاشقین حضرت مولانا مولوی محمد زکریا  
صاحب بگوی اقدس سرۃ العزیز کا عرس شریف بڑی رونق اور شان سے ہوا۔ دور دور سے بلالین طریقت  
تشریف لائے ہوئے تھے اربع الاول کو بعد نماز مغرب مجلس کے بعد فخر الواعظین مولانا مولوی مفتی عطاء  
صاحب رتوی وعظ ہوا مولانا محمد روح نے اپنے وعظ سماع موتی واستعاذہ زیارت قبور و صلوٰۃ میں حقیقت  
عرس فاتحہ پر نہایت مدلل طریقہ سے روشنی ڈالی حاضرین پر آپ کے وعظ کا زبردست اثر ہوا (بھیرہ)

# چالیس سوالات اور ان کے جوابات

(از حضرت قید عالم سجادہ نشین سیال شریف مدظلہ العالی)

(بلسلسلہ اشاعت گذشتہ)

سوال نمبر ۲۰۔ ناقابلِ امرزش گناہوں کی نہرست فرمائیے ؟

جواب ۔ "إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ

اللہ یہ تو معاف کرتا نہیں کر اس کے ساتھ کسی کو شریک گردانا جاوے اور اس کے سوا جسے چاہے وہ

وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا" سورة النساء آیت ۱۱۶

اور جو اللہ کا شریک گردائے وہ دور بھٹک گیا

إِنَّ الْخَسِرَاتِ لَیْلُ هَٰؤُلَاءِ الشَّيَاطِیْنِ ذَٰلِكَ ذِکْرُ لِمَنِ لِلنَّاسِ الْکُفْرُ" سورة ہود رکوع ۹

بیشک نیکیاں دور کر دیتی ہیں گناہوں کو یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کیلئے

سوال نمبر ۲۱۔ حصول کمال کیلئے روزانہ کام کا بہترین انضباط اوقات مشتغل کا

جواب ۔ "وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَیْهِ الْهَارِ وَرُفْعَیْهِ الْبَلَدِ سَوَاءٌ" سورة ہود

(اے محمدؐ) قائم کرو نماز کو دونوں کے دونوں سروں اور رات کے کچھ حصوں میں

سوال نمبر ۲۲۔ حصول کمال کے لئے روزانہ کام کا بہترین انضباط اوقات غیر مشتغل کا

جواب ۔ "وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ

اور نام لیا اپنے پروردگار کا صبح اور شام اور کچھ حصہ رات میں اس کو سجدہ

وَسَبِّحْهُ كَيْلًا طَوِيلًا

کر دو اور اس کی تسبیح کرو بڑی رات تک

سوال نمبر ۲۳۔ گناہوں کے دفعیہ کا مجرب نسخہ بتائیے

جواب ۔ "وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا

اور وہ لوگ جو کر بیٹھے ہیں برا کام یا ظلم کر بیٹھے ہیں اپنے حق میں تو یاد

اللَّهُ فَاسْتَغْفَرُوا لِلذَّنْبِ عَنْهُمْ وَمَنْ يَعْصِ أَمْرًا تَوْبًا إِلَّا اللَّهُ تَوْبًا وَلَمْ يَتُوبُوا



کرتے ہیں اللہ کو پس معافی چاہتے ہیں اپنے گناہوں کی اور کون ہے جو گناہوں کو معاف کرے بجز اللہ کے  
 عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اُولٰٓئِكَ جَزَاؤُھُمْ مَّغْفِرٌ ۝۱۷۴ سورۃ آل عمران ۱۷۴  
 اور وہ لوگ اصرار نہیں کرتے اپنے فعلوں پر دانستہ یہی لوگ ہیں جن کا بدلہ مغفرت ہے۔  
 وَمَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسًا ثُمَّ لَيْسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَحِیْلِ اللّٰہُ عَفْوًا رَّحِیْمًا  
 اور جو کوئی گناہ کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشوائے تو پائیگا اللہ کو بخشنے والا مہربان  
 سوال نمبر ۲۴۔ گناہ و نیکی کی مکمل تعریف علیحدہ علیحدہ کیا ہے۔

جواب۔ ” مَنْ یَعْمَلْ سُوْءًا یُجْزٰیہُ وَلَا یُحْجِلْ لِدُوْنِ اللّٰہِ لَیْسَ

جو کوئی بھی بُرا کام کرے گا وہ اسکی سزا پائیگا اور نہ پائیگا اللہ کے سوا کوئی  
 وَلَا یُصَلِّیْہُ اَوْ مِّنْ یَّعْمَلُ مِنَ الصَّالِحٰتِ مِنْ ذِکْرِ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ  
 جاتی اور نہ مددگار اور جو شخص نیک کام کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایمان بھی  
 فَاُولٰٓئِكَ یَنْ خُلُوْنَ اِلَیْہِ وَلَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا ۝۱۷۵ سورۃ النساء آیت ۱۷۵  
 رکھتا ہو تو وہی جنت میں جاوینگے اور ان پر تل برابر بھی ظلم نہ ہوگا۔ (باقی آئندہ)

## لکھنؤ کا نفرنس

اس ماہ کے پہلے ہفتے اس مسئلہ حجاز پر بحث و گفتگو کرنے کے لئے لکھنؤ میں ایک بیماری  
 کا نفرنس ہوئی جس میں سندھ، سرحد، پنجاب، غرضیکہ ہر حصہ ملک سے بہت سی کثیر تعداد میں علمائے  
 کرام و صوفیائے عظام اور دیگر بزرگان قوم شامل ہوئے۔ راجہ صاحب سلیم پور یا استقبالہ کیبٹی کے صدر  
 تھے اور مولانا حسرت موہانی کا نفرنس کے پریزیڈنٹ مولانا نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ مسلمانان ہند  
 کسی صورت میں بھی مقامات مقدسہ پر ابن سعود کی حکومت یا اس کے اقتدار کو گوارا نہیں کر سکتے۔  
 پھر کیا۔ ابن سعود اور امیر علی دونوں برطانیہ کے زیر اثر ہیں وہ دونوں برطانیہ سے روپیہ قبول کرنے کے  
 مجرم ہیں اور ان دونوں نے ہی ترکی اور خلافت کے خلاف غداری کی ہے۔ میری رائے میں اس وقت  
 امیر علی کے مقابلہ میں ابن سعود نے برطانوی امداد سے زیادہ فائدہ اٹھایا ہے۔ اگر ابن سعود اپنی خیر خواہی  
 کی رائے میں ایک پرمیزگار مسلمان تھا تو اسے چاہئے تھا کہ وہ مدینہ منورہ کی بجائے جدہ پر حملہ کر تاجن

مقام میں اس کی تعلیم حاصل کرے۔ اگرچہ یہ سب باتیں صحیح ہیں مگر یہ باتیں اس وقت کہ جب کہ یہ باتیں صحیح ہیں مگر یہ باتیں اس وقت کہ جب کہ یہ باتیں صحیح ہیں

## چو غلاماً آفتابم، ہم ز آفتاب گویم نہ ششم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

(از حکیم مولانا مولوی عبدالرسول صاحب بکھروی)

آفتاب کی روشنی کا فیضان جب عام ہو جائے تو علادہ اور بے انتہا فوائد کے انسان کو موزیات و مفزات مخفیہ۔ سانپ بچھو وغیرہ ظاہر دکھائی دینے لگتے ہیں اور انسان ان سے بچنے کی خوب تدبیریں کر سکتا ہے۔ خدا کرے شمس الاسلام جو افاق سرگودھا سے طالع ہوا ہے ظلمات و کمورات سے محفوظ ہو کر مدام اپنی حقیقی روشنی سے اہل افاق کو فیضیاب اور منور کرتا رہے۔

المصلح نام ایک رسالہ جو اصل میں المفسد کھولنے کا ستھی ہے اور اس کا نام سے برعکس نام ننگی کا فورمی ہند کا مصداق ہے۔ واللہ یعلم المفسد من المصلح لامیتہ (اور اللہ تعالیٰ فساد ہی کو مصلح سے جانتا ہے) سرگودھا کے ایک مطبع غیر اسلامیہ میں چھپکر نکلتا ہے۔ چونکہ وہ اپنے حلقہ میں ہی اہل حلقہ کو معرض عن الحق نہ رکھنے کے واسطے تقسیم کیا جاتا ہے۔ اسلئے ہمیں اب تک نہیں مل سکا۔ اندنوں ایک بھرا نا پرچہ جو ۱۹۲۵ء کا اتفاقاً ایک شخص سے مل گیا۔ جسکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ کسی ایسے انجمن کی طرف سے نکلتا ہے جو اپنے آپ کو جعفریہ کہلاتی ہے۔ مضامین کے مطابق سے اگر اہل مینش انجمن مذکور کو آیت ذیل کا مصداق سمجھے تو اس کے حق بجانب ہونے میں کوئی کلام نہ ہوگی۔ قالوا انما نحن مصلحون الا انهم هم المفسدون و لکن لا یشعرون (مذکر کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنیوالے ہیں۔ سناؤ بیشک یہی لوگ مفسد ہیں لیکن سمجھتے نہیں) اکابر صحابہ خلفائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام و ایمان کا ہو کر برائی سے یاد کرنا اور انکی توہین میں کوشش کرنا اور اہل اسلام اہل حق کے کر دہا قلوب آزر دہ کرنا اس سے بڑھ کر اور کیا مفسدہ پروانہ ہی ہو سکتی ہے۔ الذین یفسدون فی الارض اولئک ہم

الخاصہ و ان (جو لوگ زمین میں فساد کرتے ہیں وہی نقصان اٹھانے والے ہیں) ہم خود خواہ کسی کو چھیڑنا نہیں چاہتے۔ مگر حب کبر ووں کی طرف سے حق اور اہل حق پر ناجائز تحققات نہ اٹھنے ہوتے تو دیکھے جائیں تو رہا نہیں جاتا اور بہت نقصانے و تاہم کما و انمو مقابلہ کرنا اضطراری امر ہو جاتا ہے۔ رسالہ کا ابتدائی مضمون آیت مبارکہ قرآن مجید۔ انما المؤمنون اخوة سے معنوں کر کے اسی آیت کریمہ کے متعلق برائے خود تقریر کی گئی ہے۔ گویا اس عنوان اور مضمون سے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ہمارا قرآن پر ایمان ہے مگر دیگر مضامین میں ایسی روش اختیار کی گئی ہے کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس فرقہ کا قرآن کریم پر ہرگز ایمان نہیں چنانچہ اوہی کتب اصول میں بھی ایسی روایات موجود ہیں۔ کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فرقہ کے نزدیک موجودہ قرآن شریف معتبر نہیں ہے۔ تعجب ہے کہ مضامین نگاروں نے اکابر صحابہ رسول اللہ خلفائے راشدین کی توہین اور اثبات محبت اہلیت رسول اللہ میں سر توڑ کوشش کی اور اپنے آپ کو محب اہلیت ہونے کا مدعی ثابت کیا مگر یہ نہ سمجھا کہ اس توہین سے ہم محبت اہلیت کو خاک میں ملا رہے ہیں اور ایمان بالقرآن کو بالائے طاق رکھ رہے ہیں۔ اس توہین سے تو اہلیت کی اس قدر توہین ہوتی ہے کہ العیاذ باللہ منہا۔ توہین اکابر صحابہ اور محبت اہلیت تو آپس میں ضدین ہیں اور اعتدال کا جمع ہونا ناممکن ہے

الفندان لایجتمعان قرآن کریم پر ایمان ہو تو کیسے آدمی اکابر مہاجرین کی توہین کر سکتا ہے۔ جبکہ اولیٰ فرد کے حق میں گستاخی کرنا بھی آیات بنیات قرآن کریم کا انکار ہے۔ قال اللہ تعالیٰ

- (۱) والذین ہاجرو وجاہد فی سبیل اللہ اولئک یدعون رحمۃ اللہ واللہ غفور رحیم اور جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی مدد میں یہی لوگ س رکھتے ہیں اللہ کی مہر کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔
- (۲) والذین امنوا و ہاجرو وجاہد فی سبیل اللہ والذین اولوا

نصروا اولئک هم المؤمنون حقاً لهم مغفرة ورزق كريم (اور جو ایمان لائے اور وطن چھوڑ آئے اور لڑے اللہ کی راہ میں اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی لوگ مسلمان ہیں سچے انکے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے)

(۳) الذين امنوا وهاجروا وجاهدوا في سبيل الله باموالهم و  
انفسهم اعظم درجة عند الله واولئک هم الفائزون  
يثنى عليهم برحمة منه ورضوان وجنة لهم فيها  
نعيم مقیم خلدين فيها ابد امان الله عندک اجر عظیم

(جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے وہ بڑھکر ہیں درجہ میں اللہ کے ہاں اور یہی ہیں جو خدا کو پالنے والے ہیں انکو خوشخبری دیتا ہے انکا رب اپنی رحمت اور رضامندی کی اور ان باغوں کی جن میں انکو آرام ہے دائمی ہمیشہ ہمیشہ ان ہی میں رہینگے بیشک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

(۴) والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعو  
هم باحسان رضی الله عنهم ورضو عنه واعلم ليه الجنة  
تجرى تحتها الانهار خلدين فيها ابد اذ اللک الفوز العظیم  
(اور سبقت کرنیوالے پہلے مہاجرین اور انصار اور جنہوں نے انکی پیروی کی اخلاص کے ساتھ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی اور اللہ نے تیار کر رکھے ہیں ان کے لئے باغ کہ بہتی ہیں انکے نیچے نہریں انیں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے یہی بڑی کامیابی ہے) جن لوگوں نے معیت رسول اللہ صلعم ایسی اختیار کی کہ بعد از وفات بھی اوس معیت کو ہاتھ سے نہ دیا اور انکی توہین کرنا اور انکے ساتھ غیظ رکھنا بمنقضا آیت کریمہ ذیل قرآن کریم سے انکار ہے۔ قال اللہ تعالیٰ

يُحِبُّ رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ اشْلَوْهُ عَلَى الْكَافِرِ اَرْحَامُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ  
رُكُوعًا سَجْدًا يَلْبَتُونَ فُضُلًا مِنَ اللَّهِ وَرُضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ  
هَمُّهُمْ مِنْ انْكِارِ السُّجُودِ وَالَّذِمْ مِثْلَهُمْ فِي التَّوْبَةِ وَمِثْلَهُمْ فِي

الانجيل كنوع اخراج شطاً كفا ذلة فاستغلفوا فاستوا على سوقه يعجب  
الذراع ليغيبهم الكفار وعمل الله الذين آمنوا وعملوا الصالحات  
منهم مغفرة واجراً عظيماً (۱) محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں  
وہ سخت ہیں کافروں پر نرم ہیں آپس میں (المخاطب) تو انکو دیکھتا ہے کہ کوع کرنے والے سجدہ کرتے  
وہ کہ طلب کرتے ہیں اللہ کا فضل اور خوشنودی ان کی نشانی ان کے چہروں پر ہے۔ سجدوں کے  
اثر سے یہ انکی صفت ہے توبیت میں اور انکی صفت انہیں میں جیسے کہیتی کہ اسنے نکالی انہی سوئی  
پس اسکو قوی کیا تو وہ موئی ہو گئی پھر سیدھی کھڑی ہو گئی اپنے نالی پر کہ خوش کرنے لگی تاکہ اللہ جی  
جودے کافروں کا اللہ نے وعدہ کیا ہے اسنے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے مغفرت کا۔ (۲) اور اعظم کا  
نام کے المصلح اور حقیقت کے المفسد میں چند محقر مضامین اور ہر دوسرے کے درج کر کے  
تو بین خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے  
جو اصل مقصد اس کا معلوم ہوتا ہے۔ اور مطابق تعلیم ابن سبا شاید دار و مدار اس مذہب  
کا بھی اس تو ہیں و عناد اکابر صحابہ رسول اللہ پر ہے اور محبت اہلبیت کا خیالی لباس  
پہنا کر اس مذہب کی خوبی بیان کی جاتی ہے۔ ہر قسم نرسی بکعبہ اسے اعرابی۔ کیس رہ کہ  
تو میری تبرکات است۔ سلسلہ تذکرہ میں پھلے پھلے بعنوان خان بہادر حضرت عمر  
اور جہاد۔ تو بین امیر المومنین امام المسلمین شہنشاہ مکرم فاروق اعظم میں کوشش  
کرنے کے دو سیاق حاصل کی گئی ہے اور نیچے چند روایات لکھی گئی ہیں جن سے  
یہ ثابت کرنے کی سعی ہے سود کی گئی ہے کہ آپ فلاں جہاد میں بھائیے عقل پر پتھر  
پڑیں تو ایسی ہی لغویات اور یادہ گویوں میں انسان مشغول ہو جاتا ہے جسے سوائے  
خسران اخروی حاصل کرنے اور مضحکہ خیز خدایاتی بیانیے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ بھلا  
جس ہستی اعظم کے نفرت و قوت اسلام ہونے کے مخالفین اسلام بھی قائل ہوں  
یہاں تک کہ اہل یورپ کے یہ اقوال ہوں کہ اگر اسلام میں عمر رضی اللہ عنہ جیسا ایک  
علاء آدمی ہوتا تو دنیا میں اسلام ہی اسلام ہوتا ورنہ اسے یہ ثابت کرنا کہ وہ جہاد  
بھگا تھا اس سے بڑھ کر اور کیا حماقت ہو سکتی ہے وہ شہنشاہ اعظم جبکہ اللہ

دولت کے وسعت کے دروازہ پر چل طارق کا سپاہی اب تک ٹھہرا پہرہ دے رہا ہے  
 جینہ قیصر و گھمیری کے تحت الٹ دئے اور دنیا کے زبردست حکومتوں کو مسخر کر کے دائرہ  
 اسلام میں داخل کیا اس کے نسبت یہودہ گوئی اور ایسی بیہودہ گوئی کہ جس کو اہل عقل  
 جسمیں ذرہ بھر بھی عقل ہو کبھی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ خلاف انسانیت نہیں  
 تو اور کیا ہے ۳۵ عمر کو ناہردین متین بود۔ پس از صدیق امیر المومنین بود۔ جس  
 زبردست بطل و الاتبار نے مسخر باسلام ہو کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو علانیہ حرم شریف میں اگر نماز پڑھا لی، جس کے مسخر باسلام ہونے پر کفار کے گہروں میں  
 ماتم ہو گیا۔ جس کے حق میں رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں الاسلام قوی بدرة عمر لکان  
بنیامن بعدی لکان عمر۔ جسکی عدالت میں اس کے ذات کو بخلافین اسلام بھی نشانی  
 مانتے ہیں۔ اس کے حق میں یا وہ گوئی کرنا اور اس کے حق میں نامردی وغیرہ و اہیات  
 باتوں کا ثابت کرنا حد درجہ کی سفیہانہ و لیری نہیں تو اور کیا ہے ۳۶ چہ دلاور  
 است و زوہد کہ بکثرت چراغ دارد۔ اس دہیدہ دہنی سے جو حضرت امیر المومنین  
 رضی اللہ عنہ کے حق میں کی گئی ہے۔ وعوائے محبت اہلبیت اطہار اور ذریت  
 احمد مختار اور شیر خدا صاحب ذوالفقار کو خاک میں ملا دیا گیا ہے۔ اگر دعوائے  
 محبت مذکورہ صحیح ہوتا تو حضرت ام کلثوم کا اور اونکی والدہ ماجدہ حضرت اسماء  
 الغالب کا جنہوں نے اونکو حضرت عمر کے ساتھ نکاح کر دیا تھا کچھ لحاظ کیا جاتا  
 حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ اور اونکی ذریت اطہار کے ساتھ کچھ محبت  
 ہوتی تو اونکی حرم محترم شہر بانو کا کچھ لحاظ کیا جاتا جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ  
 کے چہادوں میں ہی بطور کثیرک ایران سے لایا گیا تھا اور امام حسین علیہ السلام  
 کو نکاح کر دیا گیا تھا ایسے اتہامات سے تو جو امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ پر لگائے  
 جاتے ہیں ساری اپنی معاملہ ہی مشکوک ہو جاتا ہے۔ حضرت امیر المومنین عمر رضی  
 اللہ عنہ کے اسم مبارک پر جو نفرانیوں کا قلع قمع کرنے والا تھا (خان بہادر) کا لفظ  
 چسپاں کیا گیا ہے جو نفرانی ایسے لوگوں کو دیتے ہیں جو مقابلہ اسلام کے وقت اونکی

مدد کریں جیسے کہ فتح بلاد عرب بصرہ کوفہ اور ابجد ام مسجد علی وغیرہ تبرک مقامات کے وقت مدد دینے والوں کو ملے تھے۔ ۵ برس عقل و دانش بیاہد گر لیت۔

اس سفیانہ دیرری کے بعد المصلح معکوس میں فذک کا مضمون و برج کیا گیا ہے یہ وہ پرواز اکا ذیب قصہ ہے کہ جس کے ذکر سے مدعیان محبت اہل بیت کی غرض تو اہانت خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہوتی ہے۔ مگر خاک بدہن شان یہ نہیں سمجھتے کہ اس سے حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کس قدر توہین ہوتی ہے ایسے اکا ذیب اور بہتانات سے تو لازم آتا ہے کہ حضرت شیر خدا پر صدیق اکبر کے ساتھ چہاد فرض ہو گیا تھا۔ کیا وہ تارک چہاد تھے۔ سنا اللہ عن ذاک۔ اگر کہا جادے کہ آپ عاجز تھے۔ یا آپ نے تقیہ کیا تھا جو مراد قنفذ لفظ گھر لگایا اور اصول مذہب میں داخل کیا گیا ہے۔ تو صد ہا اعتراض شیر خدا رضی اللہ عنہ کی بہادری اور ولایت کاملہ پر آتے ہیں۔ اسے مدعیان محبت کا ذہن اہل بیت ایسے قصے چھاپنے سے پھلے ڈوب کر مر جاؤ تو بہتر ہے۔ غیر قائلوں کے سامنے بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی اہانت کرتے ہو۔ مگر تم کو تو شرم نہیں آتی ہر سال امام حسین علیہ السلام شہید کربلا کو ڈھول مار کر غیر قوموں کے آگے رسوا کرتے ہو۔ بھلا ڈھول اور ماتم کو کیا نسبت۔ ڈھول تو نیرید کی فوج میں تھے۔ امام علیہ السلام کی فوج میں تو صبر و استقامت اور یاد الہی تھی۔ مضمون فذک میں مضمون نگار نے حضرت صدیق اکبر کے حق میں بڑے شیر اور بطور طنز میاں اور مال مفت دل بے رحم وغیرہ بیہودہ الفاظ استعمال کئے ہیں اگر عقل کا اندھا نہ ہوتا تو جس شخص کے ہاتھ پر شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بیعت کی تھی اور جس چہاد میں لائی ہوئی کیترب حضرت حنفیہ کے ساتھ شیر خدا نے نکاح کیا تھا۔ اس کے حق میں نا شائستہ الفاظ استعمال نہ کرتا پہلے تو لکھا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے منہ بھی کرائی کہ



جس شخص نے حضرت سے کوئی وعدہ لیا ہو یا قرض لیا ہو تو لے جائے۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو جو رقم اونہوں نے کپی دیدی بھلا جس شخص کو حضرت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسی محبت ہو وہ آنحضرت صلی اللہ کی بیٹی خاتونِ جنت کے ساتھ کیسے بے انصافی کر سکتا ہے۔ اگر اس کو مال کی محبت ہوتی تو ایسی منادی کیسے کرتا۔ مضمون نگار اخیر میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایک فیاضی لکھ کر کہتا ہے کہ ہائے آلِ محمد تو بھوکا مر رہی ہیں اور غیروں پر یہ شفقت و عنایت ہے انھیں دیکھو مدعیانِ محبت اہل بیت کی اس قدر توبہ نہیں کرتے ہیں۔ کہ جس سے دل جل جاتا ہے۔ کیا آلِ محمد کے نفوس زکیا ایسے بہتے تھے کہ روٹی کے واسطے غیروں کے دست نگر تھے کیا ایسے بے برکت تھے کہ بھوکے مرتے رہے اور کسی نے اونکو روٹی تک نہ دی۔ حضرت علی المرتضیٰ باوجود شیر خدا اور سر تاج اولیا ہونے کے ایسے عاجز تھے کہ اون کی آل بھوکا مری رہے اور وہ روٹی بہم نہ پہونچا سکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے موجود ہے۔ حضرت شیر خدا موجود ہیں لاکھوں مسلم کلمہ پڑھتے والے اسکے قدموں پر جان قربان کر رہے اونکی زیارت کو سعادت دارین سمجھنے والے موجود ہیں۔ جو مال و جان اھنپر فدا کر رہے ہیں بھلا ایسے واپس باتوں کو کون ذی عقل تسلیم کرتا ہے۔ یہ سب ابنِ سبا بیجا کے اہتمام میں جو یہودی تھا اور جسے حضرت امام جعفر صادق صاحب کے نام پر روایات گھڑ کر اسلام کی اہانت کی خلفائے راشدین کی اور رنگ میں اہانت کی اور بیعت کے دعوائی محبت میں اہانت کی آج کل کے مدعیانِ محبت المصلح معکوس جیسے رسالے لکھنے والے اوسی کے دھوکے میں آئے ہوئے ہیں۔ اب ہم یہ تحریر ختم کرتے ہیں۔ وان زو تم زونا۔

# عرس سیال شریف

مورخہ ۱۲-۱۳-۱۴ ستمبر ۱۹۲۵ء مطابق ۲۲-۲۳-۲۴-۲۵ صفر ۱۳۴۴ ہجری بمقام سیال شریف بہ مقربیب عرس مبارک اعلیٰ حضرت محبوب رب العالمین شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہ العزیز ہزار ہا سالوں کا اجتماع ہوا۔ علماء مشائخ۔ امرا۔ عوام الناس غرض ہر طبقہ کے افراد کا ایک عظیم الشان گروہ خلوص نیت کے ساتھ فیوضات باطنی حاصل کرنے کی غرض سے جمع تہا۔ نماز ادا کرنے کے لئے بعض اوقات جگہ حاصل کرنا آسان نہ تھا۔ مسجد کا صحن۔ مجلس خانہ اور اوسکا صحن سب بھر جاتے تھے۔ صبح و شام کئی واعظوں نے اپنے مواعظا حسنہ سے لوگوں کو مستفیض کیا۔ سلطان الواعظین مولانا مولوی محمود صاحب گنجوی سید عبد اللہ شاہ صاحب ملکانوی۔ مولوی غلام محمد سرسی۔ مولوی امام الدین کندوالی۔ مولوی منیر شاہ واعظ خوشابی اور کئی خوش بیان مقررین کی تقاریر کو لوگوں نے دلچسپی سے سنا۔ حضرات خلفاء و مشائخ میں سے مولانا مولوی محمد عبد العزیز صاحب چاچڑوی۔ مولانا محمد حسین صاحب مرولی۔ ابولبرکات مولانا سید محمد فضل شاہ صاحب جلال پوری سید غوث محمد شاہ صاحب و دیگر اکابرین ملت موجود تھے۔ طبقہ امراء سے نواب سر ملک خدا بخش خاں صاحب ٹوانہ بالقابہ رئیس اعظم خواجہ آباد۔ خاں بہادر قریشی میاں محمد حیات صاحب سی آئی ای۔ نواب زادہ ملک اللہ بخش خاں صاحب ٹوانہ۔ نواب سید محمد مہر شاہ صاحب جلال پوری۔ میاں صلح محمد صاحب کلیار۔ قابل ذکر ہیں۔ اس موقع پر شیخ محمد حسین صاحب جو مکہ معظمہ میں پنجاب و سندھ کے حجاج کے معلم و مطوف مقرر ہیں تشریف لائے ہوئے تھے۔ جن کی امداد کے لئے حضرت سجادہ نشین صاحب قبلہ کی طرف سے مبلغ چار سو روپیہ پیش کیا گیا۔ اس دفعہ عرس مبارک پر سب سے بڑا رنجہ معاملہ جو درپیش تھا وہ دارالعلوم

منیار شمس الاسلام سیال شریف کی مالی حالت کی نزاکت کا مسئلہ تھا۔ اس دفعہ قریباً ۲۶۱ روپیہ نقد چندہ برائے مدرسہ جمع ہوا۔ مدرسہ کا سالانہ خرچ دو ہزار روپیہ سے زائد ہے اور چندہ کی موجودہ رفتار کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک ماہ بھی مدرسہ کا چلنا مشکل نظر آ رہا ہے۔ مورخہ ۲۳ صفر کو مولانا مولوی محمد حسین صاحب مدرس دارالعلوم نے ایک سخت دردناک تقریر مجلس میں فرمائی۔ جس میں مسلمانوں کی دینی حالت کا مرقع پیش کرتے ہوئے دینی علوم کی تعلیم و تدریس کی اہمیت ظاہر کی۔ اور مدرسہ کی موجودہ نازک حالت کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ بحالت موجودہ مزید طلباء کا داخلہ بوجہ کمی گنجائش بند ہے۔ دور دور سے طلباء آتے ہیں اور اس چشمہ فیض سے محروم واپس چلے جاتے ہیں۔ صرف سے لیکر علوم معقول و منقول مثلاً حدیث شریف وغیرہ تک کی تعلیم کے لئے ایک مدرس کافی نہیں ہو سکتا۔ بعد ازاں مولانا مدوح نے اعلیٰ حضرت سجادہ نشین صاحب کلی طرف سے اعلان کیا کہ آئندہ کوئی جلسہ برائے فراہمی سرمایہ کسی عرس پر بھی نہ کیا جائے گا۔ مدرسہ اگر چل سکا تو ننگرا سے چلائے گا ورنہ بحالت مجبوری اسے بند کر دیا جاوے گا۔

مورخہ ۲۲ کو جب معمول ۱۲ بجے دن مجلس عرس منعقد ہوئی۔ ختم شریف کے بعد خوانی وغیرہ ایک گھنٹہ تک ہوتی رہی۔ دوسرے دن مجلس میں مدرسہ کے لئے چندہ کی تحریک مولانا مولوی محمود صاحب بخوی نے پیش کی۔ بعد ازاں مولانا مولوی فضل کریم صاحب مولوی فاضل ساکن چکوال نے مندرجہ ذیل قرار داد پایا اعلیٰ حضرت سجادہ نشین صاحب قبلہ پیش کر کے ہوئے قریباً آدھ گھنٹہ تقریر کی۔

”عرس سیال شریف کا یہ اجتماع عظیم آویزش نجد و حجاز کے متعلق مختلف ذرائع سے موصول شدہ اطلاعات کی نسبت سخت ریخ اور اضطراب کا اظہار کرتا ہے اور ابن سعود کے افعال مثلاً مکہ معظمہ میں قبول کے انہدام کو تحقیر اسلام سمجھتے ہوئے صلیحہ احتجاج بلند کرتا ہے۔ نیز مدینہ منورہ میں روضہ بنوی اور مزار سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گولہ باری کی افواہوں کے متعلق یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اگر

ان واقعات کی تصدیق معتبر ذرائع سے ہو جائے تو مجدیوں کا یہ فعل سخت قابل ملامت ہے اور ایسی صورت میں تمام دنیا نے اسلام کا یہ فرض ہے کہ ایسی تدابیر اختیار کریں کہ ابن سعود کا اقتدار جزیرۃ العرب اور بالخصوص حرمین شریفین پر قائم نہ رہے اور اسکی جگہ ایک آزاد جمہوری حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے جس میں تمام عالم اسلامی کے نمائندے شریک ہوں جو حرمین شریفین کی پوری نگہداشت و حفاظت کر سکے اور کسی غیر اسلامی حکومت کے زیر اثر نہ ہو۔ ساتھ ہی اس موقع پر مسلمانان ہندوستان کے اس معاملہ میں باہمی اختلاف اور قومی اخبارات کی چپقلش کو ہم بدیں وجہ بہ نظر مستحسان نہیں دیکھتے کہ اس سے شیرازہ اسلامی کے درہم و برہم ہو جائیگا اندیشہ اس ریزولیشن کی تائید میں مولوی ظہور احمد صاحب بگوی نے اپنی تقریر میں ریزولیشن کی اہمیت - ضرورت - اور مقاصد کی وضاحت کی اور بیان کیا اعلیٰ حضرت سجادہ نشین صاحب قبلہ کی ذات ستودہ صفات نے ہر موقع پر لاکھوں معتقدین کی صحیح راہنمائی کی ہے۔ لہذا ایسے موقع پر حضور کی طرف سے ایسی قرارداد کا پیش ہونا نہایت ضروری تھی تاکہ مسلمانوں کو ایسی برگزیدہ اور فخر اسلام ہستی کے خیالات معلوم ہو سکیں مرکزی خلافت کمیٹی کی مساعی جملہ کے حضور مداح ہیں اور جزیرۃ العرب کو غیر مسلم اثر و اقتدار سے آزاد رکھنے کے لئے بدستور خدام خلافت کے ساتھ سرگرم عمل ہونے کو تیار رہیں۔ مگر ایسی جماعت یا افراد کی جو دنیا سے اسلام میں تفرقہ ڈال دیں اور جن کے افعال کا نتیجہ ہر جگہ قتال بین المسلمین کی صورت میں ظاہر ہو تا نید کرنے پر آپ ہرگز آمادہ نہیں ہو سکتے۔ دنیا اسلام کو اس وقت متحد ہو کر اعدائے اسلام کی ریشہ دوانیوں کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ اور باہمی افتراق و تشقت سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

سماح الابرار سہ سماع پر محققانہ بحث۔ بے نظیر کتاب قیمت آٹھ آنہ  
منہجر سالہذا سے طلب کریں۔

# سیال شریف میں سرور عالم کا عرس مبارک

مردم العالم فخر الاحرار حضرت سجادہ نشین صاحب قبلہ سیانوی جس خلوص و محبت ارادت و عقیدت سے حقیقی معنی میں حضور صلعم کا عرس کرتے ہیں وہ دیکھنے سے ہی تعلق رکھتا ہے خوش قسمتی سے مجھے بھی اس دفعہ شرف شمولیت حاصل ہوا ہے حضرت ممدوح نے جب عادیہ سہریع الاول کو عرس بنوی سے دربار سیال شریف کے شرف کو برسرِ افلاک پہنچایا اس مبارک روز میں آستانہ نالیہ کو خس و خاشاک سے اس طرح پاک و صاف کیا گیا کہ تالاب کا سابقہ پانی تک نکال کر تازہ بھرا گیا غیر معمولی سجاوٹ اور خوشبو سے تمام درگاہ کو خوشنما اور معطر کیا گیا پاک سنہری دریوں پر علمائے عظام و مہتممائے کرام کی مجلس کا عجیب منظر تھا اور اس شمس محمدی کی ضیا پاشیوں سے ہرزہ منور نظر آتا تھا۔ اول قرآن کریم کے ختم کرائے گئے بعد درود شریف کا لاکھ پڑھا گیا اور ساتھیوں و لائے الخیرات کا ختم بھی کیا گیا بعد میں مجاہدین دین کی فتح و نصرت کیلئے اور معاندین اسلام اور جو تجزیہ بیت اللہ اور اہل دہام گنبد بنوی کے درپے ہیں ان کی تباہی و بربادی کے لئے صدقہ دل سے دعائیں کی گئیں۔ نماز مغرب کے بعد حضرت سجادہ نشین صاحب بنفس ہفیس باوجود میں شریف نے گئے۔ سب پہلے طلباء و اراکین علوم سیال شریف کو اطمینان سے کھانا کھلایا گیا پھر تمام حاضرین عرس کو بلا تکفیس و تقیم قبلہ سجادہ نشین صاحب نے اپنے سامنے کھانا کھلایا یا دسترخوان باوجود اتنی فراخی اور وسعت کے سامان خورد و نوش سے لبریز تھا اور اپنے عجائبات میں بے نظیر کھانا کھلانے کے بعد غلام دستگیر خان صاحب بخود جانبدہری نے اپنی نازک خیالیوں کا دریا بہاتے ہوئے نعت محبوب خدا سے حاضرین کو محظوظ کیا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے دلیں بانٹے اسلام کی سچی محبت کی تڑپ پیدا کرے تاکہ اسی طرح ہر ایک شمع محمدی پر پروانہ وارا اپنے دیشار کا ثبوت دلیکے۔ حافظ شیرازی کیا خوب فرماتے ہیں ہر کس کہ نداد بجاہاں مہر تو دور ولحقا کہ بود طاعت او ضایع او باطل

(خادم اسلام مختصر غنی عند حال وارو سا ہیوال)

# بجذی انور شمس کے متعلق ضروری کا اعلان

(ادباجات لکنا مولوی عبدالماجد صاحب بدایونی ظلم الہی)

تبع ہم اپنے رسالہ میں حضرت مولانا عبدالماجد صاحب بدایونی کا اعلان فتنہ نجدیہ کے متعلق دہج کرتے ہیں۔ مولانا مدوح کی حق پرستی و حمایت حق کا ہر شخص معترف ہے مسئلہ خلافت و تحریک عدم تعاون میں آپ نمایاں حصہ لے چکے ہیں اور مرکزی مجلس خلافت بمبئی کی طرف سے جو وفد حجاز بھیجا گیا تھا اسکے آپ سرکردہ مکن تھے لہذا آپ کی رائے کامل تدبیر خیمہ بود و راندیشی اور کامل تحقیقات کا نتیجہ ہے

(ایڈیٹر)

۱) جمعیت علماء اور خلافت کمیٹی کے نمایندوں کی رچ۔ یہ واپسی کے بعد یہ مسئلہ کسی قسم کے شک و شبہ اور مبالغہ کے رنگ سے آلودہ نہ رہا کہ مسئلہ میں آثار متبرکہ و مقامات مقدسہ کی بے حرمتی نجدیوں نے اعتقاد کی جس پر انھیں اب تک اصرار ہے۔ اور اسی لئے وہ فیصلہ متواتر اور حکم مذہبی اور فقاوائے علماء پر انکی تعمیر و درستی کو معمول اور موقوف رکھنے کا پُر سیاست وعدہ کر رہے ہیں اور ہنوز سخت مکاہ بروعدنا میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ یہ اسلامی حقیقت ہے کہ اوس ارض پاک کی قدیم متبرک مقامات و شہداء و مزارات کی بے حرمتی مذہباً اخلاقاً سیاستاً قطعاً ناروا ہے۔ جہاں کے کانٹے بھی کاٹے جائے مجموع ہیں۔

۲) ہندوستان کے وہ بعض تاریخی مفتی اور وہ اخبارات جو نجدیوں کے ان حرکات و اعمال قبیحہ کے متعلق زور قلم و دماغ صرف کر کے فتنی رنگ میں انکی شرعاً حاکم کو تحسین مستحب بلکہ واجب اور ضروری تک ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ ہملک غلطی میں مبتلا ہیں اور ہمیشہ کے لئے اہندام آثار و مساجد و مزارات و مقامات مقدسہ کے بے حرمتی کرنے ہیں۔ اور پھر اس کے ساتھ ہی روضہ بنویہ و گنبد خضراء علی صاحبہما تعجیب علی حاکم ہندوستان کو ملنا بھی و لانا چاہتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں "اگر خدا نخواستہ" یا

ہوا تو بھلا جہاز لیکر نجدیوں سے لڑنے کو خود جانینگے، ہم نہیں سمجھ سکتے کہ یہ قصداً تو قول  
 عملاً ہے یا جہالت سے اور بحر مصفحہ اور کسی قسم کا زور ان الفاظ میں نہیں ہو سکتا ہے  
 کیونکہ جب ابن سعود اور نجدیوں کی حمایت میں اسکے افعال غیثہ مثل تو ہیں و انہدام بولہ  
 بنی و مساجد و مزارات صحابہ و اہلبیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو شرعاً مستحب  
 کیا تسخیں کہہ دیا اور تاریخی مفتیوں نے انکا انہدام نئی نئی تحقیقات سے صحیح و ثابت کر دیا  
 اور ایسے مقامات مقدسہ کو (خاک بدہن گستاخ) استہان و غیرہ تک لکھ دیا۔ اور  
 نہ سہی حیثیت سے اسکو جہاد و قطع ہیر تک کہہ دیا تو پھر اس سے لڑنے کو جانا کیونکر جائز  
 ہوگا۔ اور اس پر لامت کس طرح صحیح ہوگی اور پھر کونسی ضمانت ہو سکے گی کہ ان تحقیقات  
 شرعیہ اور تاریخیہ کی بنا پر گنبد و مزار اقدس محفوظ رہ سکے۔ نجدی یا کوئی اور بدعت  
 پیہ دین ایسا نہ کرتے پائے۔ مگر ان تاریخی مفتیوں نے انکے انہدام پر پھر شریعت  
 و تحقیقات ثبت کر دی۔ لاجل و لا قوۃ الا باللہ۔ ہم کسی قریبی اشاعت میں۔  
 تب تب و قبور و مساجد کی مذہبی حیثیت و انشاء اللہ پیش کریں گے۔ اور مولد نبوی  
 اور دوسرے مقامات کی تاریخی حیثیت اور اسلامی عظمت دکھائی گئے۔ کل تک ہمارے  
 علماء و علماء قوم معاملہ سید بھرتیہ اور واقعہ ہائے مسجد کانپور (جسکی بدولت بہت  
 سے لیڈر بن گئے) اور قریب زمانہ میں دروازہ آستانہ سرکارا جمیر کی توہین کو اسلام  
 کی توہین سمجھتے تھے مگر آج نجدیوں کی طرفداری میں کہ منظمہ کی مساجد و آثار کے  
 انہدام کو ضروری تسخیں مطابق شریعت ہونے کا فتویٰ دے رہے ہیں۔  
 (۲۴) یہ منورہ پر گولہ باری کی خبر اور گنبد حضرت کے نقصان و توہین کی اطلاع  
 و حادثہ نے مسلمانوں کو دار فترت اور مجروح کر دیا ہے اور اسکے بعد وہ محض وہ ہیں  
 کہ نجدیوں پر ہر جائز ملامت کریں۔ کیونکہ مذہب پاک کی بے حرمتی ناقابل تاویل  
 گئی ہے اور مزار سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی توہین بلا انکار  
 و تازیانہ دینی ہے۔ جسکو محمد بن عبد الوہاب علیہ السلام یا دوسرے اسکے اتباع و  
 پیروں کو وارکھ سکتے ہیں۔ ہمارا مذہب و مسلک شیا ز مندی و ادب سرکار



مدینہ ہے ہم سرکارِ عالم کو خدا یا خدا کا جزو نہیں مانتے۔ انکی پرستش نہیں کرتے۔ مگر  
انکی محبت و ادب کو فرض جانتے ہیں۔ اودا و نکو مظہرات الہی مانتے ہیں۔ اور انکی  
بارگاہ کا ادب و احترام احکامِ قطعیہ قرآنہ سے ثابت و منصوص تسلیم کرتے ہیں  
(تفصیل دوسری اشاعتوں میں آئیگی) لہذا ہمیں تمام سیاسی مدیرین معاف کر دیں  
اگر ہم صاف صاف کہہ دیں کہ نجدیوں کی مسلسل گستاخیوں کے بعد اور ان پر اصرار  
و مکارہ کو دیکھ کر ہکو کوئی توقع نجدیوں سے اس بارگاہ کے ادب و عظمت قائم  
رکھنے کی نہیں ہو سکتی۔ اسلامی ہند کا متفقہ فرض ہے کہ ابن سعود کو صاف صاف  
اطلاع دیجائے کہ اس قسم کی گستاخیوں سے مسلمان تم سے بیزار ہیں اور ایسی  
حرکات شنیعہ مسلمانوں کو مجروح و بیتاب کر نیوالی ہیں۔ اور ایک لمحہ کے لئے  
اس ارض مقدس میں نجدی فوج کی موجودگی گوارہ نہیں کی جاسکتی۔  
مدینہ مقدسہ پر حملہ کی خبر کی جو تردید آئی تھی وہ بھی کس درجہ طویل انگیز تھی۔ مگر آہ  
ہمارے بعض سیاسی مدیرین نے اسکو کس بے پرواہی سے عمومی طور پر لکھ دیا  
اور کہہ دیا کہ صرف قبہ مزار حضرت حمزہ کو نقصان ہوا۔ اگر ایسا ہی ہوا تو کیا مزار  
سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے قبہ کی توہین کچھ کم سانحہ ہے  
اور اس کے بعد پھر وہی سوال ہے کہ آگے کی گستاخیوں اور بد اعمالیوں بلکہ بے  
دینیوں کی کیا ضمانت ہے اور تردیدیں کیونکر قابل قبول ہیں۔

(۴) ہم دیکھ رہے ہیں کہ جس طرح اسوقت نجدی طرفداری میں ہزار و اناجائز  
بیان، دسعی، و تاویل سے کام لیا جا رہا ہے۔ جو قطعاً غلط اور دیانت و ایاز  
کے خلاف ہے۔ اسی طرح یہ بھی مشاہدہ ہے کہ شریفی پر دگنڈا بھی اسوقت  
سے کام کر رہا ہے جو صریح بدویانتی ہے۔ ہم اپنے مفصل بیان میں شایع  
کے ہیں کہ نہ شریعت کی برائیوں اور بد اعمالیوں سے نجدیوں کی گستاخیاں  
ہو جائیں گی اور انکی حرکات شنیعہ مقبول ہو سکیں گی نہ نجدیوں کی  
اشلامول نبی کی وہ توہین و تحقیر جسکو بیان کرتے ہوئے دل رزتا ہے۔ (باقی آئندہ)

# مکہ معظمہ کا ایک مکتوب

(ماخوذ از روزنامہ سپاس، ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

مولانا محمد عبد الحمید صاحب، سول پورہ ہولڈنگی ضلع میرٹھ گوان کے ایک دوست کی طرف سے جو کہ مکہ میں مقیم ہیں۔ ایک خط ملا ہے۔ جس سے حالات جو اپنے پر روشنی پڑتی ہے۔ اس کا اقتباس مسلمانوں کی خاطر درج ذیل ہے۔ ہم مولوی صاحب کے ممنون ہیں کہ انہوں نے خط کا یہ اقتباس برائے اشاعت ہمارے پاس بھیجا۔

مکہ معظمہ ۹ صفر ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۹ اگست ۱۹۲۵ء روز مشنبہ ..... اسلام علیکم

۲۱ اگست ۱۹۲۵ء کا لکھا ہوا خط مجھے ۱۹ اگست ۱۹۲۵ء کو دسویں مہینہ ملا۔ اور غنیمت ہے۔ کہ مل گیا۔ جو ڈاک مکہ سے آتی ہے۔ وہ جدہ میں روک لی جاتی ہے۔ غرض اہتمام سے خط دوسرے راستے سے منگوانے پڑتے ہیں۔ اخبارات کا آنا ناممکن ہے خط بھی مشکل سے ملتے ہیں۔ سال بھر سے ہم لوگ محاصرہ کی حالت میں ہیں۔ دنیا کی خبر نہیں۔ کہ کیا ہو رہا ہے۔ اور یہاں کے حالات کس صورت سے شائع کئے جاتے ہیں۔ عنایت الہی سے میں اور متعلقین بخیر ہوں۔ اور خدا کی عنایت و حمایت شامل حال ہے۔ یہاں سے خط کی روانگی بس ایک ہی صورت سے ممکن ہے۔ وہ یہ کہ یہاں سے کوئی مسافر جانے والا کسی راستے سے مل جاوے۔ تو اس کو دے دیا جاتا ہے کہ راستہ کی کسی بندرگاہ پر جہاں ڈاک ہو۔ ڈال دے۔ عجب بے بسی اور بے گمراہی کا دم ہے۔ حالات بدستور ہیں۔ جو آپ کو سابقہ خط میں جو یہاں سے ۳۰ دہائی ۱۹۲۵ء کو روانہ کیا ہے۔ لکھ چکا ہوں۔ شریف علی جدہ میں اڑا ہوا ہے۔ اور وہاں سے اچھی مافقت کر رہا ہے۔ جدہ کو بکری فتح نہیں کر سکتے۔ سعودی امداد کی جماعت بخند کی مکہ میں بیٹھی ہوئی ہے۔ یہ لوگ مخلوق خدا کو پریشان کر رہے ہیں۔ اس محاصرہ کی حالت میں مساکین دردمند رہتے رہتے ہیں۔ عجیب انسان نامہ نعل سے معاملہ کرتے ہیں۔ راستے سے سافروں سے یہ کہنے سوا تمام دنیا کے مسلمانوں کو ہنر

خیال کرتے ہیں۔ اور قوت و جبر کے ساتھ چاہتے ہیں۔ کہ تمام مسلمان ہم عقیدہ و ہمد جانیں۔ خیر اس حالت کی بھی کوئی حد ہونی چاہئے۔ تاکہ زندگی ہے۔ تو خزاں کے بھی گزر جائیگے دن۔ یہ حالت یقیناً دیر پا نہیں۔ بہت جلد آپ یہاں ایک انقلاب عظیم اور آفسوناک و افسوسناک حالات کے غاتمہ کے متعلق خبر سن لیں گے۔ ہندوستان کے قومی اخبارات اور لیڈر جس غلطی اور لاعلمی کا شکار ہوئے۔ اور ہندوستان کی فتر میں جو آواز باز گشت گونج رہی ہے۔ اس میں ضرور فرق آگیا ہوگا۔ یا فرق آجائے گا۔ و ذلالت نے حجاز سے واپسی کے بعد اپنی رپورٹ میں کیا لکھا۔ اس کے معلوم کرنے کا مجھے بڑی بے چینی سے انتظار ہے۔ اڈیٹر الوحید کراچی جو سندھی زبان کا روزانہ اخبار کراچی سے نکلتا ہے۔ اور سٹر قمر احمد بی اے اڈیٹر اخبار خلافت نے یہاں کے واقعات دیکھے تو اپنے خیالات میں متزلزل ہو گئے تھے۔ مگر خدا جانے واپسی کے بعد ان لوگوں نے کیا زندگی اختیار کیا۔

**کائفرض کی چند منظور شدہ تجاویز (۱)** کہ ہندوستانی مسلمان جزیرہ العرب کو حیرمسوں کے بالواسطہ بابلا واسطہ اشور و سوخ سے آزاد رکھنے کے لئے تمام ممکن کوشش کریں گے چونکہ عکراور معاون جزیرہ العرب کے حصے ہیں اسلئے یہ کائفرض قرار دیتی ہے کہ برطانیہ کان دو مقامات کو ملحق کر لیا۔ حق بجانب نہیں ہے (۲) چونکہ ابن سعود کے ارض مقدس پر قیود و عہدہ کیلئے قبضہ و اقتدار میں بھی مقامات مقدس کی بھرتی و سہاری ہوئی ہے اسلئے کائفرض ہندوستانی مسلمانوں کی طرف سے اعلان کرتی ہے کہ حجاز پر ابن سعود کی حکومت کو کبھی برداشت نہیں کیا جاسکتا (۳) اس کائفرض کی مانگ ہے کہ حجاز کو اپنی حکومت آپ جملے دینا چاہئے (۴) یہ کائفرض و قیام بھر کے مسلمانوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ حجاز میں خوشتریزی کو روکنے کیلئے فوری تدبیر اختیار کریں۔ اور باشندگان حجاز خصوصاً مدینہ کے باشندوں کو کافلی مالی اعاد دیں۔ یہ بھی قرار پایا۔ کہ مولانا عبد الباری کی سرکردگی میں ایک وفد حجاز کو بھیجا جائے۔

# شکریہ

ہم حسب ذیل حضرات کا شکریہ ادا کرنا اپنا قرض سمجھتے ہیں جنہوں نے رسالہ شمس الاسلام کی ترقی اشاعت میں حصہ لیکر اور معاون بن کر ہماری حوصلہ افزائی کی ہے۔ اور امید ہے کہ آئندہ بھی یہ حضرات ہماری اعانت فرماتے رہیں گے۔ بہ خریدار اور خصوصاً ہر پارٹریٹ کا فرض ہے کہ وہ رسالہ کی اشاعت بڑھانے میں پورا حصہ لے اور کم از کم ہر ماہ ایک دو خریدار ضرور بنایا کرے تاکہ رسالہ زیادہ مفید کام کر سکے۔ خاکسار منیجر

- (۱) عالیجناب حضرت صاحبزادہ محمد سعد اللہ صاحب سیال شریف (۲) عالیجناب صاحبزادہ حافظ محمد قمر الدین صاحب سیال شریف (۳) ملک علی محمد صاحب مختصر و معبر و وال (۴) مولانا مولوی محمد ذاکر صاحب محمدی منہج جنگ (۵) عالیجناب سر ملک خدا بخش خاں رضا ٹوانہ عزت نشان۔ کے سی ایس آئی۔ ای۔ او۔ بی۔ ای۔ رئیس اعظم خواجہ آباد ضلع شاہپور
  - (۶) صاحبزادہ حافظ مولانا مولوی محمد حسین صاحب سجادہ نشین مولہ شریف (۷) صاحبزادہ حاجی الحرمین الشرفین مولانا سید محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین جلال پور شریف
  - (۸) مولانا مولوی ظہور احمد صاحب بگوی (۹) حافظ غلام مصطفیٰ صاحب ساکن میانوالی
  - (۱۰) میاں فضل کریم صاحب دوکاندار کھٹھہ ضلع انگ (۱۱) منشی عنایت علی صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ (۱۲) مولوی محمد بخش صاحب جمو وال (۱۳) ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب کیمو۔ مشرق افریقہ (۱۴) جناب اللہ وٹہ صاحب اور سیر مچینا اپر برہما (۱۵) مفتی غلام زین العابدین صاحب رانچی (دہار) (۱۶) مولوی اشرف علی صاحب بی۔ اے۔ اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس ٹوبہ ٹیک سنگھ (۱۷) مولانا مولوی محمد نصیر الدین صاحب بگوی موروثی پور
- استفسار کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگرچہ زمیندارہ بنکوں میں شرکت و ملازمت جائز ہے یا نہیں۔ ملازمین کو تنخواہیں سود کی آمد سے دی جاتی ہیں مدلل تحریر فرماتا چاہیے

# نشاط زندگی

ایک نہایت ہی نفیس اور لذیذ مقوی و مفرح قلب خون  
صالح گلناری پیدا کر نہیں زوداثر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے  
تقویت اعضاء ریسہ و کمزوری بدن میں فی الفور فائدہ بخشنے والا  
ضعف باہ و دیگر کمزوری قسم کی واسطے معجز ثابت ہو چکا ہے بچوں کے  
مراض اور مستورات کے رحمی تعاقب مثلاً اسقاط حمل اور بیرونی  
چہرہ وغیرہ کے دور کر نہیں نہایت سریع التاثر جادو و اثر دہانی سے  
خصوصاً جن حضرات کے اعصاب عقل میں کمزور اور عرصہ دراز سے فرجیات (اولاد) سے محروم  
ہوں تو تو کلا علی اللہ نشاط زندگی کو دودقتہ پندرہ یوم تک لگاتار استعمال کریں اور میرے  
مولا کی شان کا تماشائیکیں شراب فیون اور دیگر نشہ کے عادی ماسا اللہ اسکی تھوڑی  
خوراک سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ راس میں کوئی ننشی چیز نہیں ہے۔ دور کسی مذہب  
کے برخلاف کوئی چیز شامل ہے۔ قیمت تین روپیہ بارہ آنہ چھ فی شیشی ہے۔ ہر کس کی قیمت  
سات روپیہ دوا ہے۔ اپنا پتہ نہایت ہی خوشحالا تحریر فرماویں

المشہد  
حکیم مولوی محمد علی الرحمن صاحب امر امہاتم دواتا چشمہ شفا بھیرہ  
ضلع شاہپور پنجاب

## ہیکو مجموعہ قسم اول نمبر ۹۰

اسکی خوشبو نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی پائیدار ہے۔ ایک قطرہ پوشاک کو ایک دفعہ لگانے سے کئی دن تک اسکی خوشبو رہتی ہے۔ دل و دماغ کو نہایت ہی تقویت دیتا ہے۔ تمام دنیا بھر میں یہ ایک عجیب چیز ہے۔ خواہ کیسا ہی غمزہ انسان ہو۔ اسکے لگانے سے کامیاب و خوش و خرم رہیگا۔ قیمت فی شیشی کلاں ۲۸۰ قطرہ دس روپیہ (عقلمند) بخود شیشی ۱۰۰ بوند یا پانچ روپیہ ۱۰۰ روپیہ (عقلمند) شیشی بند سے کم نہ روانہ ہوگا۔ ایک خرچ سونے کی آٹھ آنہ (۸۰)

## روح سدا اول بیمار نمبر ۸۹

یہ روح دہنتوں کے کپڑوں میں لگانے کیلئے نہایت ہی عمدہ اور پائیدار خوشبو ہے۔ اسکی خوشبو ہر منٹ کے بعد کئی قسم کے پھولوں کی خوشبو کی طرح بدلتی رہتی ہے۔ ایک مرتبہ کے لگانے سے بوقت بھر خوشبو رہتی ہے۔ اگر صابن سے کپڑا دھویا جائے۔ تو بھی خوشبو بحال رہتی ہے۔ اس کے لگانے سے پوشاک پر کسی قسم کا دبدبہ وغیرہ نہیں لگتا۔ قسم اول فی شیشی فیتولہ یا پانچ روپیہ قسم دوم چار روپیہ فیتولہ

## خوشبو دار تیل بنائے کا طریقہ

دو بوند ہیکو مجموعہ قسم اول کی لیکر پاؤ بھر خاص سفید تلی کے تیل یا تاریل کے تیل میں ملائے۔ عمدہ تیل تیار ہو جائے گا جو بازار میں بیس روپیہ سیر کے حساب بھی دستیاب نہ ہو سکا۔ اگر کوئی شخص اسکی خوشبو میں یہ تیز نہیں کر سکتا کہ آیا یہ تیل سے یا عطر لگایا ہوا ہے۔ اسکی خوشبو نہایت دلپسند ہوگی جو ایک دفعہ لگانے سے چار پانچ روز تک قائم رہیگی۔ اگر نگار کرنا ہو تو درجن جوت ایک تولہ ملا کر دھوپ میں رکھ دیں چند گھنٹے بعد اس کو صاف کر کے صاف شیشی میں محفوظ رکھیں۔

المشاہد

اے ڈی جیتی کپڑی بھیرہ۔ صناع شامیہ و پنجاب



# سستی بارعایت اور عمدہ کتب کا ذخیرہ

سماع الابراہم والفجاری مولف حضرت مولانا مولوی محمد الدین صاحب گانگوی حجم ۸ صفحہ ۹  
 یہ کتاب مولانا مدوح نے باپا اعلیٰ حضرت سجادہ نشین صاحب سیال شریف تھریہ فرما کر  
 مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے مولانا مدوح نے کتاب میں سماع پر نہایت  
 محققانہ بحث کرتے ہوئے مخالفین کے دلائل کا الیادندان شکن جواب دیا ہے کہ آج تک  
 کسی کو ترویج کی جرات نہیں ہو سکتی حدیث ضریف - آثار اقبال - محدثین و فقہان رضی  
 اس مسئلہ کے متعلق معلومات کے دریا کو ایک کوزہ میں بند کر دیا۔ ملک بھر کے چیدہ اہل  
 علم نے اس پر عمدہ ریلوئے کئے ہیں۔ خاندانِ چشتیہ کے ساتھ تعلق رکھنے والوں میں سے ہر  
 شخص کے پاس اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ معرعنہیں کے فریب سے محفوظ  
 رہیں۔ قیمت ۸

مختصر ستال خیال مولف مولانا غلام دستگیر خاں صاحب بجنود بجنود صاحب کے عمدہ  
 کلام نظم و نثر کا مجموعہ ہے۔ شائقین کلام بجنود کے لئے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔

قیمت آٹھ آنہ (۸)

سلسلہ چشتیہ نظامیہ سلیمانہ شمسیہ منظوم اردو۔ از مولانا مولوی محمد سعید صاحب زین پوری  
 اس سلسلہ میں اناظم کے خلفاء حضرت سیالوی تک کہ اسماء و ریح ہیں قیمت ۸  
 انوار شمسیہ سوانح عمری حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ العزیز قیمت  
 محبوب سیال یعنی مجموعہ حالات - کرامات - ملفوظات وغیرہ اعلیٰ حضرت اشرف  
 الاولیاء حضرت خواجہ محمد الدین صاحب سیالوی رضی اللہ عنہ از مولانا غلام دستگیر  
 صاحب بجنود قیمت ۸

لے کا پتہ

منیجر سالہ شمس الاسلام سرگودھا

## اغراض و مقاصد

(۱) تبلیغ حق اور اشاعت اسلام کی خدمت بجالانا نیز مسلمانوں کو ان کی اندرونی خرابیوں اور خلاف شرع رسومات و بدعات سے متنبہ کرنا۔

(۲) صوفیائے کرام کی نمائندگی کرتے ہوئے اشاعت تصوف کرنا۔ تمام مسلمانوں خصوصاً غلامان سپر سیال شاہ کے درمیان رشتہ و اخوت و محبت و تعلق قائم رکھنا

(۳) مخالفین اسلام کو مدلل جواب دیکر تمام ادیان و مذاہب پر اسلام کو افضل ثابت کرنا

(۴) اسلاف صالحین کے سوانح و حالات قوم کے سامنے پیش کر کے ہونے والی تقلید پر آمادہ کرنا

(۵) مسلمانوں کی معاشرتی، اقتصادی، تعلیمی، تمدنی، دینی حالت کی اصلاح کے لئے مفید

مطلب مضامین شایع کرنا۔

مضمون نگار حضرات کے لیے مضامین چھ سالہ ہذا کے اغراض و مقاصد کے مطابق شکر یہ کے ساتھ درج کئے جاتے ہیں۔

## قواعد و ضوابط

(۱) سالانہ کی عام قیمت سالانہ عطا مقبوضہ ہے مگر جو صاحب پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ رقم بطور امداد عطا فرماتے ہیں وہ معاون خاص مقبوضہ ہیں۔ طلباء و مدارس کیلئے رعایتی قیمت سالانہ عطا مقبوضہ ہے۔

(۲) قیمت ہر حال پیشگی بل پر ہی آرڈر آئی چاہئے۔ دسی بی بی میں جبرٹری پر ۲ روپہ خرچ ہو جائے بعض حضرات دسی بی بی واپس کر دیتے ہیں اس سے دفتر کو بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

(۳) جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ ڈیا کٹ آنا چاہئے ورنہ دفتر جواب کا ذمہ دار ہوگا

(۴) نوڈ کارڈ قیمت نہیں بھیجا جاتا۔ سر کے ٹکٹ آئے پر بھیجا جاتا ہے۔

(۵) ہر چھ دفتر سے ہر انگریزی ماہ کی ۵ تاریخ کو روانہ کیا جاتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے نہ ملے

تو ۲ تاریخ تک اطلاع دیں ورنہ بعد ازاں دفتر ذمہ دار نہ ہوگا

(۶) پتہ کی تبدیلی کے متعلق فوراً اطلاع دینی چاہئے اور خط و کتابت کے وقت نیز فرمایا

جو پتہ پر قلمی لکھا ہوتا ہے۔ کا حوالہ ضرور لکھنا چاہئے

(۷) مضمون نگار حضرات اپنے مضامین میں ہر ماہ کی ۵ تاریخ سے پہلے بھیج دیں ورنہ درج ہونے